عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

۴۹

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ تا یکم محرم ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۶ مئی تا یکم جون ۹۵ء

ملکی تاریخ میں پہلی بار
توہینِ رسالتؐ کیس میں
استغاثہ
وکیلِ صفائی بن گیا

دینی مقدمات میں
"حکومتی ہدایات" پر عمل نہ کرنے کے جرم میں

لاہور ہائیکورٹ میں "دو بنیاد پرستوں" کی برطرفی

مرزائیت کی
اسلام دشمنی

مغربی خواتین
میں اسلام کا رجحان

قادیانیوں اور
دوسرے کافروں میں فرق

مقصدِ حیات

قادیانیت
اسلام کے متوازی
نیا دین ہے

نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے طلاق ثلاثہ کا حکم

تفضیل احمد کراچی

س :۔ اگر لڑکی کی کا صرف نکاح ہوا ہو' اور رخصتی نہ ہوئی ہو' اور ایسی صورت میں لڑکا ایک اشامپ پیپر پر اپنے عزیز و اقارب کے ذریعے لڑکی کو یہ لکھ کر ارسال کردے کہ :۔

۱میں نے رابعہ بیگم بنت برکت علی کو طلاق دی

۲میں نے رابعہ بیگم بنت برکت علی کو طلاق دی

۳میں نے رابعہ بیگم بنت برکت علی کو طلاق دی

کیا ایسی صورت میں لڑکا حلالہ کئے بغیر فوری طور پر اسی لڑکی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

مہربانی فرماکر قرآن حکیم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فتوی سے نوازیں شکریہ

ج :۔ بصورت مسئولہ پہلی طلاق سے عورت بائنہ ہوگئی اور نکاح ختم ہوگیا اور باقی دونوں طلاقیں لغو ہوگئیں (اس لئے اسی شخص کو بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے' مذکورہ حکم رخصتی سے قبل الگ الگ تین طلاق دینے کی صورت میں ہی لاگو ہوتا ہے۔

س :۔ اگر لڑکی کا صرف نکاح ہوا ہو رخصتی نہ ہوئی ہو یعنی لڑکی اور لڑکے کا ایک دوسرے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہو اور ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے تو کیا لڑکی کے لئے عدت ضروری ہے یا نہیں۔

قرآن حکیم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فتوی سے نوازیں شکریہ

ج :۔ رخصتی (خلوت صحیحہ) سے قبل طلاق واقع ہونے کی صورت میں عدت طلاق نہیں ہوتی بلکہ عورت فوری دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے واللہ اعلم

باپ کے اجازت سے دادا کا کیا ہوا نکاح

س :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کہ والد حقیقی کی اجازت سے حقیقی دادا بحیثیت وکیل روبرو گواہان مجلس اہل اسلام یہ کہتا ہے کہ میں نے حقیقی دادا اور بحیثیت وکیل ہونے کے اپنی پوتی مسماۃ تعلیم کوثر دختر محمد ارشاد کو بحکم خدا بروئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مسی احسان الحق ولد قاری محمد اسحاق کیلئے روبرو مجلس اہل اسلام دی۔ اور لڑکے کی طرف سے اس کا حقیقی والد یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالی کے حکم سے روبرو مجلس اہل اسلام مسماۃ تعلیم کوثر دختر محمد ارشاد کو اپنے لڑکے مسی احسان الحق کیلئے قبول کی۔

ایجاب و قبول و گواہ مجلس' یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو کیا ایسا نکاح عندالشریعت قابل قبول ہے یا نہ جواب سے بادلائل مشرف فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

ج :۔ اگر عاقلہ بالغہ لڑکی (تعلیم کوثر) اس نکاح پر رضامند تھی تو باپ کی اجازت سے دادا کا کیا ہوا یہ نکاح شرعاً" منعقد ہوچکا اور تعلیم کوثر دختر محمد ارشاد' احسان الحق ولد محمد اسحاق کی عندالشرع بیوی ہوچکی ہے۔

ملازمین کی مراعات کیلئے کمپنی کو جعلی اقرار نامہ پیش کرنا

س :۔ میں سینڈک میٹل لمیٹڈ میں ملازم ہوں یہ پروجیکٹ گورنمنٹ کا ہے جو کہ صوبہ بلوچستان سرحدی پہاڑی علاقہ میں واقع ہے یہاں پر تقریباً" ۵۰۰ ۲۰۰۰ ملازمین کرتے ہیں ملازمین کے لئے کمپنی نے فی الحال عارضی رہائش کا انتظام کیا ہے ملازمین بغیر کنبہ (فیملی) کی رہتے ہیں۔ ملازمین کے بچوں کو سہولت سے رہنے کیلئے کمپنی نے ایک مراعات ہاؤس سپاک کے نام سے دے رکھا ہے جو کہ بنیادی تنخواہ کا تقریباً" ۱۲۰ فیصد (ماہوار) البتہ اس مراعت کو حاصل کرنے کیلئے کسی شہر کے رہنے والے مالک مکان کے کاغذات کے نقول بمع ایک اقرار نامہ جس میں مالک مکان کی طرف سے یہ اقرار ہو کہ میں نے اپنا مکان فلاں صاحب (ملازم) کو اتنے رقم (۱۲۰٪ بنیادی تنخواہ کے برابر) دے دیا کمپنی کے پاس جمع کرنا پڑتا ہے۔ اب تقریباً" تمام ملازمین جعلی کاغذات اور جعلی اقرار نامہ جمع کرتے ہیں ان کے بچے کسی اور جگہ رہتے ہیں اور اس پر پیسے اپنے لئے وصول کرتے ہیں۔ اس فراڈ (دھوکہ) سے افسر مجاز بھی باخبر ہیں۔ میں نے ان سے اس معاملے میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی اس فراڈ کا پتہ ہے لیکن گورنمنٹ کی قانونی چارہ جوئی پورا کرنے کے لئے یہ کاغذات لینے پڑتے ہیں۔ اب گزارش یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے رو سے وضاحت کے ساتھ مطلع فرمائیں کہ اس مراعات کو میرے لئے حاصل کرنا حلال ہے یا حرام کیوں کہ میں دوسرے ملازمین کی طرح جعلی کاغذات جمع کر سکتا ہوں۔ جبکہ افسران مجاز خود ہی ان جعلی کاغذات کے جمع کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں' فقط

ج :۔ جو ملازمین کمپنی کو جعلی اقرار نامہ پیش کرکے مطلوبہ سہولت کا حق پاس کرواتے ہیں اور اس مکان میں رہائش پذیر نہیں ہوتے وہ واضح دھوکہ دہی اور کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں جس سے دوسرے مستحقین کی حق تلفی بھی ہوتی ہے اور متعلقہ کمپنی سے خیانت بھی۔ چنانچہ اس طرح دھوکہ دہی اور غلط بیانی سے گورنمنٹ کا پیسہ بٹورنا قطعاً" حرام ہے افسران بالا کے ناجائز مشورہ سے یہ حرام حلال نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

رضاعت کا مسئلہ

عامر رشد۔ کراچی

س :۔ میری پھوپھی نے بعمر ۱۲ سال علالت کے دوران میری والدہ کا دودھ بطور دوائی ایک ماہ تک پیا تھا بچپن کے ساتھ اس وقت میری بڑی بہن گود میں تھی۔ میں بہت بعد میں پیدا ہوا تھا۔ اب میری عمر

(باقی آئندہ شمارہ میں)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۴۹ ۲۶ ۱۴۱۵ھ ● ذی الحجہ تا یکم محرم ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۶ مئی تا یکم جون ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل ۲
۲۔ اداریہ۔ ہفت روزہ ختم نبوت کے تیرہ سال ۴
۳۔ قادیانیت اسلام کے متوازی نیا دین ہے ۹
۴۔ مرزائیت کی اسلام دشمنی ۱۴
۵۔ لاہور ہائیکورٹ میں دو قادیانی پرستوں کی برطرفی ۱۵
۶۔ مغربی خواتین میں اسلام کا رجحان ۱۹
۷۔ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ۲۳
۸۔ اخبار ختم نبوت ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
سعین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خزانچی
ارشد دوست محمد

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۳۵ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ریال
چیک اور ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک، حوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہ حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۰۳ بزریہ لائن کراچی

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے تیرہ سال

مئی ۱۹۹۵ء کا آخری شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل اپنے سفر کی تیرہویں منزل عبور کر رہا ہے۔ آغاز سے اب تک ختم نبوت انٹرنیشنل نے اپنے بنیادی مقصد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملت اسلامیہ کے نظریاتی اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے نسبت رکھنے والے مختلف نظریاتی گروہوں کی باہمی رقابتوں اور سیاسی عناصر کے مفاداتی نظریات سے قطع نظر کر کے ہفت روزہ ختم نبوت کے صفحات میں مثبت انداز میں ہر شعبہ زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صحیح سمت میں رہنمائی کی پوری پوری کوشش کی گئی۔

ختم نبوت انٹرنیشنل کے اجراء کا بنیادی مقصد ہی عقیدہ ختم نبوت کا علمی، عملی اور عوامی سطح پر تحفظ ہے اس لئے قادیانیت مرزائیت کی ریشہ دوانیوں مغالطہ آمیزیوں کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کو اس اسلام دشمن اور عقیدہ ختم نبوت کے منکر گروہ کے واقعاتی اور حقیقی چہرہ سے روشناس کرانا ہماری بنیادی پالیسی رہی ہے۔ قادیانی مرزا غلام احمد مسیلمہ پنجاب کو اپنا رہنما قرار دیتے ہیں اور اس دشمن خدا نے انگریز سامراج کے اشارے پر روحانی ترقی کی ایک سیڑھی لگائی اور پہلے محدث، مجدد، مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا۔ اور پھر انگریزی اقتدار کے سہارے نبی آخر الزمان رسول عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کا منکر ہو گیا آہستہ آہستہ خود کو ظلی بروزی نبی باور کرایا اور پھر بزعم خود پکا نبی بن کر نئی نبوت پر مبنی نئی امت اور ملت بنانے کی سعی نامشکور میں مشغول ہو گیا۔ برصغیر پاک و ہند میں عمومی جہالت اور انگریزی ذریعہ تعلیم سے مستفید ہونے والے عوام و خواص کی دین سے خطرناک حد تک ناواقفیت کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے جسد ضعیف میں انگریزی نبوت کے اس فتنہ نے سرایت کینسری کا انداز اختیار کر لیا۔ مسلمان علماء نے ہر ممکن طریقے پر کوشش کی کہ یہ دین دشمن گروہ مسلمانوں سے الگ ہو کر بابیوں اور بہائیوں کی طرح اپنی الگ شناخت کرائے۔ مسلمانوں کو دامن رسول عربی ﷺ سے وابستہ رہنے دے۔ اور خود کو انگریزی نبی مرزا غلام احمد کی طرف منسوب کر کے ملت اسلامیہ سے الگ ہو جائے مگر قرائن و شواہد سے یہ حقیقت عیاں ہو کر سامنے آگئی کہ انگریزوں پر یہودیوں کا پنجہ مضبوط گڑا ہوا ہے اور یہودی یثرب و خیبر میں اپنی ذلت و خواری کا انتقام لینے کے لئے نئی انگریزی نبوت کی آبیاری کر رہے اور اس کا بڑا مقصد یہ رہا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے اس دشمن گروہ کو مسلمانوں کا دوست اور اسلام کا علمبردار بنا کر حقیقی اسلام کو قصہ

پارینہ بنادیا جائے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں سرکاری طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ امت تسلیم کیا گیا۔ جس کا اثر پوری دنیا کے دینی افق پر ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا معاملہ جنوبی افریقہ کی اعلیٰ عدالت میں پیش ہوا تو کافروں کی اس عدالت کے ججوں کو بھی قادیانیوں کا ملت اسلامیہ کے ساتھ چپکا رہنا عجیب سا لگا اور وہ اس شیطانی گروہ کو غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔

اس سب کے باوجود قادیانی گروہ کی ہٹ دھرمی ہے کہ قانون کی نظر میں تو قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا گیا لیکن اسلام کی نظر میں قادیانی کافر نہیں ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ جب قادیانیوں نے مسلمانوں کے نبی کا دامن چھوڑ کر مرزا کا دامن پکڑ لیا۔ اور اسی بناء پر وہ مسلمانوں کو اپنے تئیں کافر سمجھتے ہی نہیں بلکہ برملا اعلان کرتے ہیں لیکن پھر بھی مسلمانوں کے ساتھ رہ کر ملت اسلامیہ سے چپکے رہنا چاہتے ہیں اور اس سے بڑھ کر حیرت و تعجب نصف صدی تک پاکستان میں بننے اور اکھڑنے والی حکومتوں کے ان کار پردازوں کے کردار پر ہوتی ہے جو رسول عربی ﷺ کے دامن رحمت سے وابستگی کے دعوے دار ہیں۔ اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے خطہ پاک میں حفاظت اسلام کے حلف اٹھا کر ایوان اقتدار میں داخل ہوتے رہے۔ مگر ایوان اقتدار میں پہنچ کر اسلام ہی کی بیخ کنی میں لگ گئے۔ اسلام کے ان دشمنوں کو نہ صرف غیر قانونی اور غیر اخلاقی تحفظ دینے کے مجرم بنے بلکہ اس سے بڑھ کر اسلامیان پاکستان پر اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اس گروہ قادیانی کو مسلط کرنے کیلئے حکومت کے ادنیٰ سے اعلیٰ مناصب ان کے حوالے کر دیئے۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے وقت پاکستانی افواج کے تینوں شعبوں کے سربراہ قادیانی تھے۔ اس کے علاوہ صرف بری افواج میں سترہ جنرل قادیانی تھے۔ ان حالات میں اس اسلام دشمن گروہ نے ناموس رسالت کے تحفظ کا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں آج تک کسی مسلمان کہلانے والی حکومت کی حدود میں "تحفظ ناموس رسالت" کی فکر دامن گیر ہونا مسلمانوں کے لئے بالکل نئی بات ہے۔

اس پس منظر میں تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کو بنیادی مقصد قرار دے کر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کا آج سے تیرہ سال قبل اجراء ہوا۔ اور مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی باہمی آویزشوں سے صرف نظر کر کے مذکورہ بنیادی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں کی دینی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتے رہنا ہی ہمارا مشن ہے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کی مساعی کے کیا مثبت نتائج بر آمد ہوئے اس سے قطع نظر دنیا بھر میں جہاں قادیانیت کے ناپاک قدم پہنچے اور وہاں کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا مسئلہ پیدا ہوا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کا اصل چہرہ وہاں کھول کر دکھایا۔

گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے حالات نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ہے۔ حکومتی سطح سے ریاستی وسائل کے ذریعہ اسلام کے حقیقی خدوخال مٹا کر لبرل اسلام کا نظریہ پھیلانے کی بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں۔ دینی مدارس پر ناروا پابندیاں' دینی تعلیم اور علماء کرام کی تضحیک و تذلیل پر مبنی نشریاتی مواد کی حوصلہ افزائی موجودہ حکمرانوں کا وطیرہ قرار پا گیا۔ تمام نشریاتی وسائل سے عریانیت و بے حیائی کا فروغ فرائض منصبی کی حد تک اختیار کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ نوجوانوں کی اسکولوں کالجوں میں آزادانہ جنسی تعلیم و تربیت کے لئے اساتذہ کا تقرر اور لٹریچر تقسیم ہونے لگا۔ یہ سب اخلاقی انارکی پھیلانے کا بڑا مقصد یہی نظر آتا ہے کہ ایسی اخلاق باختہ قوم تیار ہو جائے جو ہر باطل نظریہ کو با آسانی اپنانے پر مجبور ہو جائے۔ یہودیوں نے جمہوریت' سوشلزم اور کیمونزم کو پھیلانے کے لئے یورپ اور دیگر دنیا میں یہی راستہ اختیار کیا تھا جس کے نتائج آج کھلی آنکھوں نظر آ رہے ہیں۔ اب اسی یہودی قوت نے بنیاد پرستی اور لبرل اسلام کو عالمی فضا میں موضوع بحث بنا رکھا ہے اور اس پر تبصرے اور تجزیاتی رپورٹیں تمام نشریاتی ذرائع سے عام آدمی تک پہنچائی جا رہی ہیں۔ یہ سب آئندہ کے منصوبوں کے لئے فضا تیار کرنے کے راستے ہیں۔ اس کا سب سے نمایاں پہلو قادیانیت پر یہود و ہنود اور نصاریٰ مغرب و مشرق کی نوازشات

ہیں۔ روسی حکومت نے قادیانیت کے پرچار کے لئے بین الاقوامی سطح پر "احمدی مسلم ٹیلی ویژن" کی نشریات کا اہتمام کیا یورپ کے کئی ممالک نے اس مقصد کے لئے اپنی سرزمین پیش کر دی۔ امریکی سینٹروں نے قادیانیت کے پرچار کے لئے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ اور پاکستانی حکمرانوں نے پاکستان میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے یورپ و امریکہ کی حکومتوں سے امداد و تعاون کی یقین دہانیاں حاصل کر لیں۔ ان تمام پہلوؤں کو نگاہ میں رکھیں اور غور کریں کہ پوری انسانیت اور خصوصاً مسلمانوں کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین رحمت "اسلام" سے کاٹ ڈالنے کے لئے پوری دنیائے کفر کس حد تک متحد ہو چکی ہے۔ ان حالات میں کیا مسلمان سپر ڈال کر اپنی آئندہ نسلوں کو ابدی محرومی اور ہلاکت کے حوالے کرنے پر راضی ہو جائیں؟ یا باطل کی اس متحدہ یلغار کے سامنے سینہ سپر ہو کر اپنے اور اپنی آئندہ نسلوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی فکر لے کر اپنے اپنے شعبے میں مصروف عمل ہو جائیں؟

یہی دو سوال ہر خطہ ارض کے مسلمانوں کے لئے مستقبل کا سب سے بڑا چیلنج بن کر ابھر آئے ہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل اپنے اب تک کے سفر میں امت کو درپیش اسی چیلنج کا مقابلہ کر رہا ہے ہم مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو ابدی محرومی اور ہلاکت کے حوالے کرنے پر راضی نہیں ہو سکتے اور نہ انشاء اللہ مسلمانوں کو راضی ہونے دیں گے بلکہ مسلمانوں کو ہر قدم پر مقصد حیات کی طرف رہنمائی اور دین و ایمان کے تحفظ کی فکر کا احساس اجاگر کرنے کی سعی مشکور میں ہر دم سینہ سپر رہیں گے۔

مقصد حیات

دنیا نہیں - بلکہ آخرت

آخری قسط

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

خاتمہ کے لحاظ سے لوگوں کی چار قسمیں

۳۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ "لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی مومن پیدا ہوتا ہے' مومن جیتا ہے اور مومن مرتا ہے' (اللہ جل شانہ ہم سب کو ان میں سے کردے۔ آمین) پیدا بھی مسلمانوں کے گھر میں ہوا' الحمد اللہ زندگی بھی مسلمانوں والی گزاری' الحمد للہ اور موت بھی مسلمانوں والی آئی' اللہ شانہ یہ بھی نصیب فرمائے' یہ سب سے بڑا خوش قسمت ہے۔

"دوسرا شخص وہ جو کافر پیدا ہوا' کافر جیا اور کافر مرا" نعوذ باللہ۔ یہ سب سے بدتر شخص ہے) "تیسرا وہ شخص جو کافر پیدا ہوا' کافر جیا لیکن مومن مرا" (اس کی خوش قسمتی کہ خاتمہ ایمان پر ہوا) اور چوتھا آدمی اس کے برعکس کہ مومن پیدا ہوا' مومن جیا لیکن کافر مرا" (نعوذ باللہ) اللہ جل شانہ پناہ میں رکھے' عملوں کا مدار خاتموں پر ہے' اگر خاتمہ اچھا ہو تو آدمی اچھا رہا اور اگر نعوذ باللہ خاتمہ برا ہوا تو پہلے کی اچھائی کا کوئی اعتبار نہیں' اللہ محفوظ رکھے ایسا شخص تو مارا گیا۔ اگر خدانخواستہ خاتمہ اچھا نہیں ہوا تو اس کے نماز اور روزے کا' حج اور زکواۃ کا کوئی اعتبار نہیں' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اللھم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر سنی وانقطاع عمری' واجعل خیر عمری اخرہ وخیر عملی خواتیمہ و خیر ایامی یوم القاک فیہ

ترجمہ "یااللہ اپنا سب سے زیادہ وسیع رزق مجھے اس وقت عطا فرمانا جب میری عمر زیادہ ہوجائے (میں بڈھا ہو جاؤں) اور زندگی ختم ہونے والی ہو' یااللہ میری عمر کا سب سے اچھا حصہ اس کو بنا جو میری عمر کا سب سے آخری حصہ ہو' یااللہ! میرے اعمال میں سب سے بہتر عمل اس عمل کو بنا جس پر میرا خاتمہ ہو۔ اور میرا سب سے بہتر دن اس دن کو بنا جس دن میں آپ سے ملاقات کروں' یعنی موت آئے"۔ بہرحال اعتبار خاتمے کا ہے اور یہ وہ بات ہے جس نے عارفین کی کمر توڑ رکھی ہے' اور وہ سوء خاتمہ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں' کہ خدا جانے کس حالت میں خاتمہ ہو' (یااللہ! ہمیں حسن خاتمہ نصیب فرما' اور سوء خاتمہ سے پناہ عطا فرما) اس لئے فرماتے ہیں کہ اپنی اطاعت و عبادت پر ناز نہ کرو اور کسی گناہ گار کو دیکھ کر اسے نظر حقارت سے نہ دیکھو اور اسے حقیر نہ جانو۔ اگر تم اچھے راستہ پر لگ گئے ہو تو یہ تمہارا کمال نہیں' میرے مالک کا کرم ہے' اس کی عنایت ہے' اس کا لطف ہے۔

شیخ ابو عبداللہ مغربی کا عبرت ناک واقعہ

حضرت مفتی محمد شفیع نے کسی زمانہ میں ایک رسالہ شائع کیا تھا' اب شاید کم چھپتا ہے' کہیں کہیں دیکھنے میں آتا ہے اور اس میں اس قصہ کو بڑی تفصیل سے لکھا تھا اور ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے مگر مختصر۔ حضرت حکیم الامت نے بھی لکھا ہے مگر مختصر۔ اور میں مختصر کا بھی مختصر سنا رہا ہوں۔ شیخ ابو عبداللہ ایک بزرگ تھے' بہت بڑے عالم' بہت بڑے محدث' بہت بڑے شیخ' ہزاروں لوگ ان کے حلقہ درس میں ہوتے تھے' اور لاکھوں لوگ ان کے مرید تھے' ایک بار اپنے مریدوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے' ایک بستی میں پہنچے' یہ عیسائیوں کی بستی تھی' لڑکیاں کنوئیں پہ پانی بھر رہی تھیں۔ ایک لڑکی پر شیخ کا دل آگیا' اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ جاؤ میں تو یہیں رہوں گا' مریدوں میں کہرام مچ گیا' شیخ بھی رو رہے تھے' ساتھی بھی رو رہے تھے' لیکن کہہ رہے تھے کہ قضا و قدر کا فیصلہ ہے' اس لڑکی کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے' جب تک اس لڑکی کو حاصل نہیں کروں گا یہاں سے آگے قدم نہیں بڑھاؤں گا' تم جاؤ لڑکی کے والد کو پیغام دیا' وہ کہنے لگے دو شرطیں ہیں' ایک یہ کہ عیسائی ہوجاؤ' زنار پہن لو' اور دوسری یہ کہ ایک سال تک جنگل میں سور چراؤ۔ شیخ نے کہا مجھے منظور ہے۔ نعوذباللہ عیسائی ہوگئے اور جنگل میں خنزیر چرانے لگے' کچھ عرصہ بعد ایک شاگرد' مرید اور خلیفہ کو خیال آیا کہ شیخ کو دیکھنا تو چاہئے کہ کس حالت میں ہیں؟ جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ خنزیر چرا رہے ہیں' وہی عصا جس کو ہاتھ میں لے کر شیخ خطبہ پڑھا کرتے تھے اسی پہ ٹیک لگاکر سور چرا رہے ہیں۔ اس مرید نے سلام کیا' انہوں نے وعلیکم السلام سے جواب دیا۔ مرید نے کہا حضور! قرآن کے حافظ تھے' کوئی آیت یاد ہے؟ کہا کچھ یاد نہیں' سورۃ الفاتحہ سے والناس تک سب بھول گیا ہوں کچھ بھی یاد نہیں۔ بس ایک آیت کا ٹکڑا یاد ہے۔ "ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ" یعنی جس کو اللہ جل شانہ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا" پوچھا کہ آپ احادیث کے بھی حافظ تھے' کوئی حدیث یاد ہے؟ کہا کچھ یاد نہیں صرف ایک حدیث یاد ہے "من بدل دینہ فاقتلوہ" یعنی جو شخص

اپنے دین کو تبدیل کر کے مرتد ہو جائے اس کو قتل کردو" پوچھا کہ حضرت! کیا بات ہوئی کہ ایمان سلب ہوگیا؟ فرمایا' جب ہم بستی میں داخل ہوئے اور ان لوگوں کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ کیسے گندے لوگ ہیں؟ احمق لوگ ہیں' کیسا گندا مذہب ان لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے' ان کو اتنی بھی عقل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک بندے کو خدا بنا رکھا ہے' فوراً" غیرت الٰہی جوش میں آئی اور فرمایا کہ تم نے اس ہدایت کو اپنا کمال سمجھا ہے؟ یہ تمہارا کمال نہیں' ہماری عطا ہے' اور جب اس لڑکی پر نظر پڑی تو ایسا لگا کہ دل میں سے ایک پرندہ اڑ کر نکل گیا' اور وہ ایمان تھا' اب میں خالی ہوں' یہ رو دھو کر واپس آگئے' ان کے مریدوں نے گڑگڑا کر دعا کی اور شیخ بھی اتنا روئے کہ ان کی گریہ و زاری دیکھ کر خنزیر بھی رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی گریہ وزاری سن لی اور دوبارہ نور ایمان عطا فرمایا' یہ وہیں جنگل سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آگے ایک دریا پڑتا تھا' مرید وہاں پہنچے تو دیکھا کہ شیخ غسل فرما رہے ہیں۔ یہ قریب آئے تو شیخ نے کہا کہ مجھے کوئی چادر لنگی' پاک کپڑا دو۔ بہرحال لمبا قصہ ہے۔ وہ لڑکی بھی مسلمان ہو کر آگئی۔ شیخ نے ان کو اپنی خانقاہ کے ایک حجرہ میں ٹھہرادیا اور کہا کہ دنیا میں ملاقات نہیں ہو سکتی' آخرت میں ہوگی۔

اپنے کو سب سے بدتر سمجھو

الغرض اپنی اچھی حالت پر ناز نہ کرو اور دوسروں کو اپنے سے اچھا جانو' اسی بناء پر امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے تھے کہ "بندہ حقیقت تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے"۔ جس کو تم فرنگی کافر سمجھتے ہو کیا پتہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوتا ہے؟ اور کیا معلوم کہ تمہارا خاتمہ کیسا ہو؟ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور ایمان کی سلامتی کی دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ ناز کرنے کا کوئی مقام نہیں ہے۔ ایمان کی سلامتی میسر آجائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوجائے تو بڑی دولت ہے۔ ورنہ سب کچھ ہیچ اور لغو ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ وزیر کے ساتھ جارہا تھا' راستے میں ایک درویش ملے جو اپنی کٹیا سے باہر بیٹھے تھے' پاس ان کا کتا تھا' بادشاہ نے درویش کو چھیڑنے کے لئے کہا میاں درویش تم اچھے ہو یا تمہارا کتا؟ درویش کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت! میرے سامنے ایک گھاٹی ہے جس کو موت کہتے ہیں اگر میں اس گھاٹی سے ایمان سلامت لے گیا تو ان شاء اللہ میں کتے سے اچھا ہوں ورنہ کتا مجھ سے اچھا ہے اور بادشاہ سے بھی۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے چار قسم کے لوگوں کو پیدا کیا ہے' ایک مومن پیدا ہوا' مومن جیا اور مومن مرا' اور ایک کافر پیدا ہوا' کافر جیا' اور کافر ہی مرا' نعوذ باللہ اور ایک کافر پیدا ہوا' کافر جیا' لیکن مومن ہو کر مرا۔

ایک جنتی' جس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تشریف لے گئے تھے یہاں ایک صاحب آئے کہنے لگے میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کرلیا۔ جہاد ہو ہی رہا تھا جہاد میں شریک ہوا اور شہید ہوگیا' ایک بھی نماز نہیں پڑھی' ایک بھی نماز اس پر فرض نہیں ہوئی' مسلمان ہوا اور شہید ہوگیا' نہ معلوم کتنی زندگی کفر میں گزاری ہوگی اور چوتھی قسم اس کے الٹ کہ مومن پیدا ہوا مومن جیا اور کافر مرا۔ نعوذ باللہ

غصہ کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں

پھر اس کے بعد فرمایا کہ "غصہ کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ آدمی ہے جس کو بڑی دیر سے غصہ آتا ہے اور فوراً" ہی اتر جاتا ہے' فرمایا یہ شخص سب سے افضل ہے' مجھے ایسے لوگوں پر بڑا رشک آتا ہے کہ ان کو کبھی غصہ ہی نہیں آتا ہے' اور آئے بھی تو وہ بھی بس وقتی غصہ ہوتا ہے کہ دوسرے وقت میں اس کا کوئی اثر نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب سے بہتر ہے' سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کو بہت دیر سے غصہ آئے اور فوراً" ہی اتر جائے۔ دوسرا وہ ہے کہ جس کو بہت جلدی غصہ آتا ہے تو اترتا بھی نہیں' بہت دیر کے بعد غصہ جاتا ہے' اس غریب کی ہر ایک کے ساتھ لڑائی رہتی ہے کیونکہ ہر آدمی کے مزاج کے خلاف تو کوئی نہ کوئی بات پیش آئے گی' اس غریب کی مصیبت یہ ہے کہ جس سے ایک دفعہ غصہ ہوگیا پھر مان جانے کی کوئی صورت نہیں' ناراضگی دور نہیں ہوتی' فرمایا یہ بدترین آدمی ہے جس کو غصہ فوراً" آئے اور غصہ آنے کے بعد جانے کا نام نہ لے ایک وہ آدمی ہے جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور اترتا بھی دیر سے ہے ...... ایک وہ ہے جس کو جلدی غصہ آتا ہے اور اترتا بھی جلدی ہے۔ یہ دونوں برابر ہیں کہ ان پر ایک اچھائی ہے اور ایک عیب۔

غصہ کا سبب اور اس کا علاج

ان چار آدمیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ غصہ دراصل آگ کا انگارہ ہے جو آدمی کے دل پر رکھ دیا جاتا ہے۔ تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس کی رگیں کیسی پھول جاتی ہیں اور اس کی آنکھیں کیسے سرخ ہوجاتی ہیں؟ معلوم ہوا کہ دراصل اندر آگ بھڑک رہی ہے سو اگر کسی شخص کو غصہ کی کیفیت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ لیٹ جائے اور زمین سے چپک جائے' گویا غصے کا علاج یہ ہے کہ کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ' بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ ہوتا اس کے الٹ ہے کہ غصہ میں لیٹا ہوا آدمی اٹھ بیٹھتا ہے' بیٹھا ہو تو کھڑا ہوجاتا ہے' کھڑا ہو تو آستین چڑھا کر لڑنے کے لئے آگے بڑھتا ہے' ہر چیز کا علاج بالضد ہوتا ہے' غصہ کا علاج بھی یہ ہے کہ اس کے مقتضا کی ضد پر عمل کرے۔ یعنی کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ' آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب دو آدمی لڑتے ہیں تو لوگ جب کسی کو پکڑتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ

چھوڑو مجھے' لوگ پکڑ رہے ہیں مگر وہ کہتا ہے چھوڑو مجھے' ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے۔ یہ غصہ کا اثر ہے' تو غصہ کا علاج یہ ہے کہ زمین پر لیٹ جاؤ' اور اس کو لازم پکڑو اس کی ایک تو ظاہری خاصیت ہے اور ایک باطنی خاصیت ہے۔ ظاہری خاصیت تو یہ ہے کہ تجربہ ایسا ہے کہ اگر آدمی لیٹ جائے گا تو غصہ پر عمل نہیں ہوسکے گا۔ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے گا' تو بھی غصہ پر عمل نہیں ہوسکے گا اور یوں غصہ کا علاج اس کی ضد پر عمل کرنا ہوا۔ اور باطنی خاصیت یہ ہے کہ زمین ہماری ماں ہے' اور یہ ہمارے سارے بوجھ کو برداشت کرتی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

ترجمہ "کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی' تمہارے زندوں کو بھی مردوں کو بھی" ۔یہ زمین سب کو سمیٹتی ہے' لوگ نہ جانے اس پر کیا کیا مارتے ہیں' مگر برداشت کرتی ہے' تو مٹی کے اندر سکون ہے' وقار ہے' تواضع ہے اور پھر ہماری ماں بھی ہے تو جتنا ماں کی گود کے قریب آؤ گے۔ اتنے زیادہ اس شر سے محفوظ رہو گے اور اتنا ہی تم میں حلم اور وقار پیدا ہوگا۔ تواضع پیدا ہوگی اب اس تفصیل کا موقع نہیں کسی دوسرے وقت میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ کہ غصہ کی اصل کبر ہے' آدمی کو جو غصہ آتا ہے اس کی اصل وجہ کبر کی بیماری ہے' جس کی وجہ سے غصہ آتا ہے لہٰذا اپنے سے چھوٹے پر غصہ آتا ہے بڑے پر نہیں آتا' تو اگر آدمی کے اندر عجز اور تواضع پیدا ہوجائے' مسکنت پیدا ہوجائے' سکون پیدا ہوجائے' وقار پیدا ہوجائے' تواضع پیدا ہوجائے تو پھر غصہ کا علاج ہوجائے گا' یہاں یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ ایک تو غصہ کی کیفیت طبعی ہے کہ غصہ آدمی کے اندر پھرتا ہے اور جوش مارتا ہے' یہ تو ایک طبعی بات ہے' چونکہ یہ غیر اختیاری چیز ہے اس لئے اس پر تو مواخذہ نہیں ہے' پکڑ نہیں ہے' اور ایک ہے اپنے غصے پر عمل کرنا' چاہے زبان سے ہو' یا ہاتھ پاؤں سے' اس پر مواخذہ ہے اور اسی لئے اس کی تدبیر بتانے کی ضرورت پیش آئی۔ غصہ کی تدبیر کے پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو ایک جنون کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے' آدمی آپے میں نہیں رہتا اور اس سے ناشائستہ حرکات صادر ہوجاتی ہیں اور اس کی زبان سے ناشائستہ الفاظ نکل جاتے ہیں' بے قابو ہوجاتا ہے' اس لئے غصہ کا علاج ضروری ہے اور غصہ کا علاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کے قریب ہوجاؤ جس سے تم میں مسکنت پیدا ہوگی' اور اس رذیلہ کی اصلاح ہوجائے گی۔ حافظ ابن قیم نے لمبی فہرست دی ہے غصہ کے علاج کی۔ انہی میں سے ایک یہ ہے کہ ٹھنڈا پانی پی لے' اور اندر جو غصہ کی آگ بھڑک رہی ہے وہ بجھ جائے گی' اور ایک یہ ہے کہ لاحول پڑھو' لیکن لاحول کا پڑھنا صرف لفظوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ معنی کا تصور کرتے ہوئے' اس لئے کہ غصہ شیطان کے ابھارنے اور چونکا دینے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو "نزغہ شیطان" فرمایا گیا ہے۔ تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو تاکہ شیطانی اثرات دور ہوجائیں۔

ادائے قرض میں لوگوں کی چار قسمیں

۵۔ پھر فرمایا کہ قرض کے ادا کرنے اور وصول کرنے کے لحاظ سے بھی لوگوں کی چار قسمیں ہیں' ایک وہ شخص ہے کہ اگر کسی کا قرض دینا ہو تو بہت اچھے طریقہ سے ادا کرتا ہے' کہ سامنے والے سے بار بار چکر نہیں لگواتا' بلکہ خود ہی بروقت ادا کردیتا ہے' لیکن کسی سے وصول کرنا ہو تو اس میں ذرہ بھی روا داری نہیں کرتا' بلکہ بری طرح تقاضا کرتا ہے' فرمایا کہ اس کی تو ایک عادت بری عادت کے مقابلہ میں ہوگئی کہ بروقت قرض ادا کرنا بڑی اچھی بات ہے جبکہ سختی سے وصول کرنا بری بات ہے' تو اس شخص میں ایک اچھی بات پائی گئی' اور ایک بری' یوں اس کا معاملہ برابر کا رہا' اور دوسرا وہ آدمی ہے کہ کسی کا قرض دینا ہو اچھی طرح نہیں دیتا' دوسرے کو پریشان کرکے دیتا ہے' لیکن کسی سے لینا ہو تب بھی سختی نہیں کرتا' یہاں بھی ایک اچھی عادت' ایک بری عادت کے ساتھ مل کر معاملہ برابر کا ہوگیا۔ اور تم میں سب سے بہتر اور سب سے اچھا آدمی وہ ہے کہ اگر کسی کا دینا ہو تو فوراً" دے' بروقت دے اور بغیر مانگے کے دے' اور کسی سے لینا ہو تو سختی سے تقاضا نہ کرے' یہ تیسرے نمبر کا آدمی ہوا جو سب سے بہتر اور سب سے اچھا ہے کہ اس میں دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں' ادا کرنے کی خوبی یہ کہ بروقت ادا کردے' اور وصول کرنے کی خوبی یہ کہ اس میں سختی نہ کرے' اور تم سب سے بدتر وہ آدمی ہے کہ اگر کسی کا قرض ادا کرنا ہو تو دینے کا نام نہ لے اور اگر کسی سے لینا ہو تو سختی بلکہ فحش کلامی کے ساتھ تقاضا کرے اور اس معاملہ میں ذرا بھی رو رعایت نہ کرے' یہ چوتھا آدمی سب سے بدتر ہے کہ اس نے دونوں برائیاں جمع کرلیں' قرض لے کر واپس نہ کرنے کی برائی بھی' کہ واپس کرنے کا نام ہی نہیں لیتا' اور کسی سے قرض وصول کرنے کی برائی بھی' کہ نرمی اور خوش اخلاقی کے ساتھ قرض کا تقاضا نہیں کرتا' بلکہ سختی اور بدکلامی کے ساتھ تقاضا کرتا ہے۔

دنیا کی عمر ختم ہوچکی ہے

۶۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ اتنا طویل فرمایا کہ دھوپ درختوں کے سروں اور دیواروں کے کناروں تک پہنچ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی عمر بس اتنی باقی رہ گئی ہے جس قدر پورے دن کے مقابلے میں اب دن کا حصہ باقی رہ گیا ہے' مطلب یہ ہے کہ ایک تو آدمی کی زندگی ناپائیدار ہے' کوئی بھروسہ نہیں کہ کب وقت موعود آجائے' علاوہ ازیں خود دنیا بھی بوڑھی ہوچکی ہے' اور اب پورے عالم کی موت کا وقت بھی کچھ زیادہ دور نہیں' اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام "نبی الساعۃ" ہے یعنی قیامت کا نبی جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بجائے خود قرب قیامت کا اعلان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا' ●●

آخری قسط

قادیانیت

اسلام کے متوازی الگ بنیادِ دین ہے

مسلمانوں کا قادیانیوں سے رعایتی سلوک

یہ زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔ یہ قادیانیوں کے ساتھ ہماری رعایت ہے کہ ان کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے۔ یہ دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ یہ حکومت پاکستان کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھارہے ہیں۔ حکومت نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ ان کو صرف یہ کہا کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کفر اور اپنے دین کو اسلام نہ کہو۔ قادیانیوں پر اس سے زیادہ اور کوئی پابندی نہیں لگائی۔ مرزائیو! شریعت کے فتویٰ سے تم واجب القتل ہو۔ حکومت پاکستان نے تمہیں رعایت دے رکھی ہے۔ تم پاکستان کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو۔ اس کے باوجود بھی اقوام متحدہ میں' کبھی یہودیوں اور عیسائیوں اور نہ معلوم کن کن لوگوں کی عدالتوں میں تم فریاد کرتے ہو کہ حکومت پاکستان نے ہمارے حقوق غصب کرلئے ہیں' حکومت پاکستان نے تمہارے کیا حقوق غصب کرلئے؟ ہم نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ پاکستان کی حکومت نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم سے صرف کہا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہمارا ہے۔ ہم کیسے اجازت دیں کہ تم شراب پر زمزم کا لیبل چپکا کر بیچتے رہو۔

ہم کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ تم کتے اور خنزیر کا گوشت حلال ذبیحہ کے نام سے فروخت کرتے رہو؟

ہم کیسے اجازت دے سکتے ہیں کہ تم اپنے کفر اور زندقہ کو اسلام کے نام سے پھیلاؤ؟

تمہارے منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے منافقانہ الفاظ ادا کرنا ہمارے کلمہ طیبہ کی توہین ہے۔ ہمارے نبی کی توہین ہے' ہمارے اسلام کی توہین ہے۔ ہم تمہیں اس توہین کی اجازت کس طرح دیں؟ تم کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہو اور ہم اس کے جواب میں وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا:

والله یشهد ان المنافقین لکاذبون۔

"اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں"۔

اب تک میں ایک ہی سوال کا جواب دے سکا ہوں کہ قادیانیوں میں اور دوسرے غیر مسلموں میں فرق کیا ہے؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کافر سادے کافر ہیں اور قادیانی صرف کافر اور غیر مسلم نہیں بلکہ وہ اپنے کفر کو اسلام کہنے اور اسلام کو کفر قرار دینے کے بھی مجرم ہیں لہٰذا یہ زندیق ہیں اور زندیق مرتد کی طرح واجب القتل ہوتا ہے۔

مرتد اور اس کی نسل کا حکم

اب میں ایک اور مسئلہ کا ذکر کرتا ہوں:

اصول یہ ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت کے بعد قتل کردیا جاتا ہے لیکن مرتدوں کی ایک جماعت بن جائے' ایک پارٹی بن جائے اور اسلامی حکومت ان پر قابو نہ پاسکے' اس لئے وہ قتل نہ کئے جاسکیں اور رفتہ رفتہ اصل مرتد مرکھپ جائیں اور ان مرتدوں کی نسل جاری ہوجائے مثال کے طور پر کسی بستی کے لوگوں نے متفقہ طور پر عیسائیت قبول کرلی (نعوذ باللہ) عیسائی بن گئے تھے۔ اب کسی نے ان کو پکڑ کر قتل نہیں کیا یا وہ پکڑ میں نہیں آسکے۔ اس کے بعد یہ لوگ جو خود عیسائی بنے تھے مرکر ختم ہوگئے۔ پیچھے ان کی نسل رہ گئی جو خود مسلمان سے عیسائی نہیں ہوئی تھی بلکہ انہوں نے اپنے آباؤ واجداد سے عیسائی مذہب لیا تھا۔ تو مرتد کی صلبی اولاد تو تبعاً مرتد ہے' اصالتاً مرتد نہیں ہے اس لئے اس کو حبس وضرب کے ساتھ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ مگر قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور مرتد کی اولاد کی اولاد نہ اصالتاً مرتد ہے اور نہ تبعاً بلکہ وہ اصلی کافر کہلائے گی۔ اور ان پر سزائے ارتداد جاری نہیں ہوگی۔ کیونکہ اولاد کی اولاد مرتد نہیں وہ سادہ کافر ہے۔ اس لئے اس کا حکم مرتد کا نہیں۔

خلاصہ یہ کہ:

۱۔ جو شخص خود مرتد ہوا وہ واجب القتل ہے۔

۲۔ مرتد کی صلبی اولاد تبعاً مرتد ہے اصالتاً مرتد نہیں' اس لئے اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو واجب الحبس ہے' یعنی اس کو قید کرنا لازم ہے۔

۳۔ اور تیسری پیڑھی میں مرتد کی اولاد کی اولاد سادہ کافر ہے۔ اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

زندیق مرزائی کی نسل کا حکم

لیکن قادیانیوں کی سو نسلیں بدل جائیں تو ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا۔ سادہ کافر کا حکم نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کا جو جرم ہے یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا' یہ جرم ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں' قادیانی زندیق بنے ہوں یا وہ ان کے بقول "پیدائشی احمدی" ہوں'

قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو' ان سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی مرتد اور زندیق کا۔ کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں۔ اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔

قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کو غیرت سے کام لینا چاہئے

قادیانیوں کے جرم کی پوری وضاحت میں نے آپ حضرات کے سامنے کردی۔ اب مجھے آپ حضرات سے ایک بات کہنی ہے۔ پہلے ایک مثال دوں گا۔ مثال تو بھدی سی ہے مگر سمجھانے کے لئے مثال سے کام لینا پڑتا ہے۔

ایک باپ کے دس بیٹے تھے جو اس کے گھر پیدا ہوئے۔ وہ ساری عمر ان کو اپنا بیٹا کہتا رہا۔ باپ مرگیا۔ اس کے انتقال کے بعد ایک غیر معروف شخص اٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں مرحوم کا صحیح بیٹا ہوں۔ یہ دسوں کے دس لڑکے اس کی ناجائز اولاد ہیں۔

میں یہ مثال فرض کررہا ہوں اور اس سلسلے میں آپ سے دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ دنیا کا کوئی صحیح الدماغ آدمی اس شخص کے دعویٰ کو قبول کرے گا۔ یہ غیر معروف مدعی جس نے مرحوم کی زندگی میں کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں۔ نہ مرحوم نے اپنی زندگی میں کبھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ کیا دنیا کی کوئی عدالت اس شخص کے دعویٰ کو سن کر یہ فیصلہ دے گی کہ یہ شخص مرحوم کا حقیقی بیٹا ہے اور باقی دس لڑکے مرحوم کے لڑکے نہیں۔

دوسری بات مجھے آپ سے یہ پوچھنی ہے کہ یہ شخص جو باپ کے دس بیٹوں کو حرام زادہ کہتا ہے وہ ان کو ان کے باپ کی جائز اولاد تسلیم نہیں کرتا' ان دس لڑکوں کا ردعمل اس شخص کے بارے میں کیا ہوگا؟

ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھ کر سنئے! ہم بحمد اللہ! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ آپؐ کے لائے ہوئے پورے دین کو مانتے ہیں۔ الحمد للہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد ہیں۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

النبی اولی بالمومنین من انفسھم۔

نبی مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو اپنی ذات سے اتنا تعلق نہیں جتنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر امتی کی ذات سے تعلق ہے۔ وازواجہ امھاتھم۔ اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں" اور قرآن میں ہے۔ وھواب لھم۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہماری مائیں بنیں' چنانچہ ہم سب ان کو "امہات المومنین" کہتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ" ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ' ام المومنین میمونہ' ام سلمہ رضی اللہ عنہن۔ ہم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ ام المومنین کہتے ہیں تو جب یہ ہماری مائیں ہوگئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے روحانی باپ ہوئے۔ اولاد میں کوئی ماں باپ کا زیادہ فرمانبردار ہوتا ہے کوئی کم' کوئی زیادہ خدمت گزار ہوتا ہے' کوئی کم۔ کوئی زیادہ ہنر مند ہوتا ہے' کوئی زیادہ سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے' کوئی کم۔ اولاد ساری ایک جیسی نہیں ہوتی۔ ان میں فرق ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ساری کی ساری باپ ہی کی اولاد کہلاتی ہے۔

تیرہ صدیوں کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد تھی۔ چودھویں صدی کے شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ حضورؐ کی روحانی اولاد صرف میں ہوں باقی سارے کافر ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پوری امت کے مسلمان حضور کی روحانی اولاد نہیں بلکہ نعوذ باللہ ناجائز اولاد ہیں' حرام زادے ہیں۔

مجھے معاف کیجئے! میں مرزا غلام احمد کے صاف صاف الفاظ نقل کررہا ہوں۔

ہم پوری دنیا کی مہذب عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرکے کہتے ہیں کہ اگر کسی مجہول النسب کا یہ دعویٰ لائق سماعت نہیں کہ میں مرحوم کا حقیقی بیٹا ہوں۔ باقی دس کے دس بیٹے ناجائز اولاد ہیں۔ تو غلام احمد کا یہ ہذیانی دعویٰ کیونکر لائق سماعت ہے کہ وہ (مجہول النسب ہونے کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کی ساری امت کافر ہے' ناجائز اولاد ہے۔ آخر کس جرم میں پوری امت کا رشتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر ان کو کافر اور ناجائز اولاد قرار دیا گیا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو الف سے لے کر یا تک مانتے ہیں۔ ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ہم نے کوئی عقیدہ نہیں نہیں بدلا۔ عقیدے غلام احمد نے بدلے اور کافر اور حرامزادے پوری امت کو کہا۔

ایک قادیانی سے میری گفتگو ہوئی۔ میں نے اس سے کہا کہ تیری صدیوں سے مسلمان چلے آتے تھے۔ مرزا غلام احمد کے دعویٰ پر ہمارا تمہارا اختلاف ہوا اور چودھویں صدی سے یہ اختلاف شروع ہوا۔ اب میں آپ سے انصاف کی بات کہتا ہوں۔ کہ اگر ہمارے عقیدے تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے مطابق ہیں تو تم ان کو مان لو اور غلام احمد کو چھوڑ دو' اور تمہارے عقیدے تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے مطابق ہیں تو ہم تم کو سچا مان لیں گے۔ لیجئے ہمارا اختلاف فوراً ختم ہوسکتا ہے۔ یہ انصاف کی بات ہے اور دونوں فریقوں کے لئے برابر کی بات ہے۔ وہ قادیانی سیالکوٹ کا پنجابی تھا۔ میری بات سن کر کہنے لگا "ہی سچی بات ایہہ ہے کہ اسی تیں مرزا صاحب توں سوا باقی ساریاں نوں جھوٹے سمجھنے آں"۔ یعنی "سچی بات تو یہ ہے کہ ہم تو مرزا صاحب کے سوا باقی سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں"۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا یہ جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ صرف میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں باقی سب مسلمان ناجائز اولاد ہیں اور یہ شخص اپنے آپ کو روحانی بیٹا کہہ کر پوری دنیا کو گمراہ کررہا ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان دس بیٹوں کا حرامزادہ ہونا کوئی شخص تسلیم نہیں کرے گا اور مجہول النسب آدمی' جس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں کہ وہ کسی میراثی کی اولاد ہے' اگر وہ آکر ایسا دعویٰ کرے گا تو کوئی اس کے دعویٰ کو نہیں سنے گا' میں کہتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں میں ان "دس بیٹوں" جتنی بھی غیرت نہیں۔ آپ قادیانیوں کی یہ بات کیسے سن لیتے ہیں۔ کہ دنیا بھر کے مسلمان غلط ہیں اور مرزا ٹھیک ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان کافر ہیں اور مرزائی مسلمان ہیں۔ وہ تمہیں یہ سبق پڑھانے کے لئے تمہاری مجلسوں میں آتے ہیں اور آپ بڑے اطمینان سے ان کی باتیں سن لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی عقلمند ایسا نہیں ہوگا جس کی عدالت میں یہ مقدمہ لے جایا جائے اور وہ ایک مجہول النسب شخص کے دعویٰ پر دس بیٹوں کے حرامزادے ہونے کا فیصلہ کردے اور ان دس بیٹوں میں کوئی بھی ایسا بے غیرت نہیں ہوگا جو اس مجہول النسب شخص کے دعویٰ کو سننا بھی گوارا کرے لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے بدھو بھائی قادیانیوں کے دعوے کیسے سن لیتے ہیں اور انہیں ذرا بھی غیرت نہیں آتی۔

میرا اور آپ کا فرض!!

میرا اور آپ کا ہر مسلمان کا فرض کیا ہونا چاہئے؟ قادیانیت نے ہمارا رشتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مانتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین جس کو ہم مانتے ہیں وہ تو کفر نہیں ہوسکتا۔ جو شخص ہمیں کافر کہتا ہے وہ ہمارے دین کو کفر کہتا ہے' وہ ہمارا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سب ناجائز اولاد ہیں۔

اب مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا کیا ہونا چاہئے؟ ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ پکڑ پکڑ کر خبیثوں کو ماردیں۔ یہ میں جذباتی بات نہیں کررہا بلکہ حقیقت یہی ہے۔ اسلام کا فتویٰ یہی ہے۔ مرتد اور زندیق کے بارے میں اسلام کا قانون یہی ہے۔ مگر یہ دار وگیر حکومت کا کام ہے۔ ہم انفرادی طور پر اس پر قادر نہیں۔ اس لئے کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ ہم قادیانیوں سے مکمل قطع تعلق کریں۔ ان کو اپنی کسی مجلس میں' کسی محفل میں برداشت نہ کریں۔ ہر سطح پر ان کا مقابلہ کریں اور جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر آئیں۔

الحمد للہ ہم نے جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچادیا ہے۔ برطانیہ قادیانیوں کی ماں ہے۔ جس نے ان کو جنم دیا۔ اب ان کا گرو مرزا طاہر اپنی ماں کی گود میں جابیٹھا ہے اور وہاں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو للکار رہا ہے۔ یورپ' امریکہ' افریقہ کے بھولے بھالے مسلمان جو نہ پوری طرح اسلام کو سمجھتے ہیں نہ ان کو قادیانیت کی حقیقت کا علم ہے وہ قادیانیت کو نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟ ان کو اہل علم کے پاس بیٹھنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔ ہمارے ان بھولے بھالے بھائیوں کو قادیانی' مرتد بنانے کا فیصلہ کرچکے ہیں اور وہ اس کا اعلان بھی کررہے ہیں۔ اس کے لئے اربوں کھربوں کے میزانئے بنارہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" نے بھی حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پوری دنیا میں بلند کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ جس طرح پاکستان میں قادیانیوں کی حقیقت کھل چکی ہے اور وہ مسلمانوں سے کاٹے جاچکے ہیں انشاء اللہ العزیز پوری دنیا میں' دنیا کے ایک ایک حصے میں قادیانیوں کی قلعی کھل کر رہے گی۔ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرلے گی کہ مرزائی مسلمان نہیں بلکہ یہ اسلام کے غدار ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں' پوری انسانیت کے غدار ہیں۔ .....انشاء اللہ پوری دنیا میں قادیانیت کے خلاف تحریک چلے گی اور آخری فتح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ہوگی۔

پاکستان میں بھی یہ لوگ ایک عرصے تک مسلمان کہلاتے رہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی قربانیاں رنگ لائیں اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر الگ کردیا گیا۔ انشاء اللہ پوری دنیا میں دیر سویر یہی ہوگا۔ میں ہر اس مسلمان سے' جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا خواستگار ہے' یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ختم نبوت کے جھنڈے کو پورے عالم میں بلند کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بھرپور تعاون کرے۔ اور تمام مسلمان قادیانیوں مرزائیوں کے بارے میں ایمانی ودینی غیرت کا مظاہرہ کریں۔ ہر مسلمان اس سلسلے میں جو قربانیاں پیش کرسکتا ہے وہ پیش کرے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حقیقی نجات

رد عیسائیت کے شائقین کے لئے انمول تحفہ' جس میں عیسائی مذہب کو تمام عقلی' نقلی' قرآنی و بائبلی دلائل اور پادریوں کے دلائل سے رد کیا گیا ہے۔

دس روپے ڈاک لفافہ میں رکھ کر ارسال کریں۔ کتاب روانہ کردی جائے گی۔ پتہ حکیم ڈاکٹر محمد عمران خان

ایف بی ۳/۱۵۰۱ F.B.Area

Karachi 75900

مرزائیت کی اسلام دشمنی

سیاسی پس منظر

۳۰ جون کو قومی اسمبلی میں پیش کی گئی ہماری قرار داد میں مرزا غلام احمد کے جہاد کو ختم کرنے کی کوششوں کا بھی ذکر ہے اور یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا تھا اور یہ کہ مرزائی خواہ انہیں کوئی بھی نام دیا جائے اسلام کے فرقے ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

ہم ان حسب ذیل چار باتوں کا جائزہ مرزائی تحریرات اور ان کی سرگرمیوں اور عزائم کی روشنی میں لیتے ہیں۔

۱۔ مرزائیت سامراجی اور استعماری مقاصد او ارادوں کی پیداوار ہے۔

۲۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے جہاد کو نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام میں قطعی حرام ناجائز اور منسوخ کرانا۔

۳۔ ملت مسلمہ کے شیرازہ اتحاد اور وحدت ملت کو منتشر اور تباہ کرنا۔

۴۔ پورے عالم اسلام اور پاکستان میں تخریبی اور جاسوسی سرگرمیاں۔

یورپی استعمار اور مرزائیت

پہلی بات کہ مرزا صاحب اور اس کے پیرو کار یورپی استعمار کے آلہ کار ہیں۔ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا نہ صرف مرزا قادیانی کو اعتراف ہے بلکہ وہ فخرو مباہات کے ساتھ ببانگ و دہل ان باتوں کا اپنی ہر تحریر اور تصنیف میں اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ وہ بلا جھجک اپنے کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور خاندانی وفادار اور سلطنت انگلشیہ کو آقائے ولی نعمت اور رحمت خداوندی اور انگریزوں کی اطاعت کو مقدس دینی فریضہ قرار دیتے ہیں۔ ادھر انگریزی حکام اور سامراج بھی دل کھول کر ان کی وفاشعاریوں کو خوب سراہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ اور برطانیہ مرزا کو اپنے استعماری اور اسلام دشمن مقاصد کے لئے کن طریقوں سے استعمال کرتے رہے۔

اٹھارھویں صدی کا نصف آخر اور یورپی استعمار

اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف آخری میں یورپی سامراج دنیا کے بیشتر حصوں پر اپنے نو آبادیاتی عزائم کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ پیش پیش تھا' اطالوی' فرانسیسی اور پرتگالی براعظم افریقہ کو اطالوی سومالی لینڈ' فرانسیسی سومالی لینڈ' پرتگالی مشرقی افریقہ' جرمنی مشرقی افریقہ اور برطانوی مشرقی افریقہ میں منقسم کرنے کے بعد مشرق وسطی کے بعض علاقوں میں سامراجی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ اٹلی نے اریٹیریا' فرانس نے جزیرہ مڈگاسکر اور برطانیہ نے رہوڈیشیا اور یوگنڈا کو نو آبادیوں میں تقسیم کردیا۔ نام نہاد خود مختار علاقوں میں یونین آف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ مصر' حبشہ اور لائبیریا کا شمار ہوتا تھا۔ یورپی سامراج نے اس زمانے میں ہندوستان' برما اور لنکا کو زیر زمین لانے کے لئے کشمکش کا آغاز کردیا تھا اور بحر ہند کو اپنی استعماری سرگرمیوں کی آماجگاہ بنالیا۔ مشرقی ساحل پر ملائی ریاستوں میں سنگاپور ایک اہم بحری اڈہ تھا جس کو بنیاد بنا کر بحر ہند' بحر الکاہل' ڈچ ایسٹ انڈیز اور جنوبی آسٹریلیشا کو جدا کیا جاسکتا تھا۔ استعماری طاقتوں کو اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل میں اس وقت زیادہ آسانی ہو گئی جب ۱۸۶۹ء میں نہر سویز کی تعمیر کا مرحلہ اختتام پذیر ہوا' اس کی وجہ سے راس امید کا لمبا چکر لگانے کی بجائے بحیرہ قلزم اور بحیرہ احمر کا آسان راستہ اختیار کیا جانے لگا۔ ۱۸۷۸ء تک برطانیہ جبرالٹر اور مالٹا کو زیر اثر لاکر قبرص پر تسلط جما چکا تھا' عدن ۱۸۳۹ء میں محکوم بنایا جاچکا تھا اب پورے جنوب مغربی ایشیاء پر قبضہ کرنا باقی تھا۔

انگریز اور برصغیر

انگریز نے جب برصغیر اور عالم اسلام میں اپنا پنجہ استبداد جمانا شروع کیا تو اس کی راہ میں دو باتیں رکاوٹ بننے لگیں۔ ایک تو مسلمانوں کی نظریاتی وحدت دینی معتقدات سے غیر متزلزل وابستگی اور مسلمانوں کا وہ تصور اخوت جس نے مغرب و مشرق کو جسد واحد بنا کے رکھ دیا تھا۔ دوسری بات مسلمانوں کا لافانی جذبہ جہاد بالخصوص عیسائی یورپ کے لئے صلیبی جنگوں کے بعد وبال جان بنا ہوا تھا۔ اور آج ان کے سامراجی منصوبوں کے لئے قدم قدم پر سد

راہ ثابت ہو رہا تھا۔ اور یہی جذبہ جہاد تھا جو مسلمانوں کی ملی بقاء اور سلامتی کے لئے گویا حصار اور قلعہ کا کام دے رہا تھا۔ انگریزی سامراج ان چیزوں سے بے خبر نہ تھی اس لئے اپنی معروف ابلیسی سیاست لڑاؤ اور حکومت کرو سے عالم اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو ٹکڑے کرنا چاہا۔ دوسری طرف عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں نہایت عیاری سے مناظروں اور مباحثوں کا بازار گرم کر کے مسلمانوں میں فکری انتشار اور تذبذب پیدا کرنا چاہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں پر سلطان ٹیپو شہیدؒ' سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے بعد جماعت مجاہدین کی مجاہدانہ سرگرمیاں ور علماء حق کا ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جہاد کا فتویٰ دینا اور ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی' نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر عالم اسلام میں مغربی استعمار کے خلاف مجاہدانہ تحریکات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہو کر سامنے آگئی کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد قائم ہے' سامراج کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا قدم مضبوطی سے نہیں جما سکے گا۔ مسلمانوں کی یہ چیز نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں یورپ کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی۔

مرزا صاحب کے نشوونماء کا دور اور عالم اسلام کی حالت

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا صاحب کے نشوونما کا دور ہے اکثر ممالک اسلامیہ جہاد اسلامی اور جذبہ آزادی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ برصغیر کے حالات تو مختصراً" معلوم ہو چکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہی زمانہ ہے جب برصغیر کے باہر پڑوسی ممالک افغانستان میں ۷۹'۱۸۷۸ء میں برطانوی افواج کو افغانوں کے جذبہ جہاد و سرفروشی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو انگریزوں کی شکست اور پسپائی پر ختم ہوجاتا ہے۔

ترکی میں ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۸۷۸ء تک انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور درپردہ معاہدوں کو دیکھ کر جذبہ جہاد بھڑکتا ہے۔ طرابلس الغرب میں شیخ سنوسی الجزائر میں امیر عبدالقادر (۱۸۸۰ء) اور روس کے علاقہ داغستان میں شیخ محمد شامل ۱۸۷۰ء بڑی پامردی اور جانفشانی سے فرانسیسی اور روسی استعمار کو للکارتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں مصر میں مصری مسلمان سربکف ہو کر انگریزوں کی مزاحمت کرتے ہیں۔

سوڈان میں انگریز قوم قدم جمانا چاہتی ہے تو ۱۸۸۱ء میں مہدی سوڈانی اور ان کے درویش جہاد کا پھریرا بلند کر کے انگریز جنرل گارڈن اور اسکی فوج کا خاتمہ کرتے ہیں۔

اسی زمانہ میں خلیج عرب' بحرین عدن وغیرہ میں برطانوی فوجیں مسلمانوں کے جہاد اور استخلاص وطن کے لئے جان فروشی اور جان نثاری کے جذبہ سے دوچار تھیں۔

مسلمانوں کی ان کامیابیوں کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی تھی کہتے تھے کہ فتح پائی تو غازی مرد کہلائے' حکومت حاصل کی' مرگئے' تو شہید ہوگئے۔ اس لئے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار"۔

(تاریخ برطانوی ہند ۳۰۲ مطبوعہ ۱۹۳۵ء)

ایک حواری نبی کی ضرورت

ایک برطانوی دستاویز "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ ۱۸۶۹ء میں انگلینڈ کی برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے برصغیر آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوجائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہوجائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔

(بحوالہ عجمی اسرائیل صفحہ ۱۱۹ از شورش کاشمیریؒ)

سامراجی ضرورتیں۔ مرزا صاحب اور ان کا خاندان

یہ ماحول تھا۔ اور سامراجی ضرورتیں تھیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ اقبال یہ حالات تھے کہ "قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی۔

(حرف اقبال ص ۱۳۵)

انگریز کو مرزا غلام احمد سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کے لئے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔

مرزا کا والد غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا۔ اور سکھوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ پہلے سکھوں نے مل کر مسلمانوں سے لڑا جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائداد واگزار کردی۔

مرزا صاحب کی سیرت میں ہے کہ ۱۸۴۲ء میں ان

کا والد ایک پیادہ فوج کا کمیدان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور ہزارہ کے مفسدے (یعنی سید احمد شہید اور مجاہدین کے جہاد) میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے (آگے ہے) کہ یہ تو تھا ہی سرکار کا نمک حلال

۱۸۴۸ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ اس کے بھائی غلام محی الدین (مرزا غلام احمد کے چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دیں ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا ان کو شکست فاش دی۔ (سیرت مسیح موعود ص ۳،۴ مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود مطبوعہ اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)۔

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضٰی نے انگریز کا حق نمک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہے کہ

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملی تھی۔ اسور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو امداد دی تھی"۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔

(اشتہار واجب الاظہار منسلک کتاب البریہ ص ۱۳ از مرزا غلام احمد)

اس کے بعد مرزا غلام احمد کے والد اور بھائی غلام قادر کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد نے کیا ہے کہ مسٹر ولسن نے ان کے والد مرزا غلام مرتضٰی کو لکھا ہے۔ کہ "میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے"۔

(خط ۱۱ر جون ۱۹۳۹ء لاہور مراسلہ ص ۳۵۳ حوالا بالا ص ۴)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضٰی اپنے خطوط مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۸۸۵ء میں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں انگریز کے لیے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نوازنے کی اطلاع دیتے ہیں۔

یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفاشعاریوں کو یوں اعتراف کیا ہے۔ ستارہ قیصرہ میں مرزا صاحب لکھتا ہے۔

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں ایسے مضمون شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلادیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوشی شائع کردیں۔ اور روم کے پاؤ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکا"۔

(ستارہ قیصرہ ص ۳،۴ مرزا غلام احمد قادیانی)

یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی "بے نظیر" خدمت کرنے والے شخص نے بقول خود انگریزی اطاعت کے بارہ میں اتنا کچھ لکھا کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(تریاق القلوب ص ۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مرزا صاحب سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹنٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار و جان نثار اور اپنے آپکو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص نظر عنایت کی التجا کرتا ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ۷ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی ص ۱۹)

علامہ شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی کا

نادر نایاب رسالہ ذریعۃ الوصول

الیٰ جناب الرسول ﷺ

شائع ہوگیا ہے۔

جو درود شریف کا نفیس ترین مجموعہ ہے حضرت اقدس حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی نئی ترتیب اور ترجمہ کے ساتھ نہایت آب و تاب سے منظر عام پر آچکا ہے۔

طلبہ اور تاجروں کے لئے خصوصی رعایت ہوگی۔

رابطے کے لئے:

مکتبہ لدھیانوی

جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا نصیر آباد بلاک ۱۴ کراچی ۳۸ فون ۶۳۱۸۸۲۲

”دو بنیاد پرستوں“ کی برطرفی

موجودہ دور میں دینی مدارس‘ علماء کرام‘ دینی ومذہبی قوتیں اور قرآن وسنت پر عمل پیرا ہر شخص حکومت کی زیادتیوں کا شکار ہو رہا ہے۔ ہر شخص پر بنیاد پرستی کا الزام لگا کر انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے حال ہی میں حکومت کی دہشت گردی اور انتقام کا نشانہ بننے والے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل جناب نذیر احمد غازی اور اعجاز احمد چوہدری سے جناب تنویر شہزاد نے تفصیلی انٹرویو لیا ہے جو ہم ہفت روزہ زندگی اور تنویر شہزاد کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کر رہے ہیں

ادارہ

خصوصی رپورٹ ـــ تنویر شہزاد

وزیراعظم بینظیر بھٹو کے دورہ امریکہ کی تیاریاں جب سے شروع ہوئی ہیں۔ پاکستان میں اسلام پسند طبقوں کی شامت آئی ہوئی ہے۔ ایک طرف پشاور میں عرب مجاہدین کی گرفتاریاں جاری ہیں۔ دوسری طرف جماعت اسلامی کے کشمیر سینٹر پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ کبھی رمزی یوسف کی آڑ میں دینی طبقوں کو زیر تفتیش لایا جا رہا ہے اور کبھی فرقہ وارانہ فسادات کے پردے میں دینی مدارس کو دہشت گرد قرار دینے کی سازش ہو رہی ہے۔ توہین رسالت کے مجرم ہیں کہ نہایت عزت واحترام کے ساتھ بیرون ملک بھجوائے جا رہے ہیں اور اپنے ہی ہم وطن ہیں جنہیں بغیر تحقیق کے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کی وزیراعظم ایک طرف بنیاد پرستی کے خلاف مغربی حلقوں سے مدد مانگ رہی ہیں اور دوسری طرف اس مقصد کے لئے عملی اقدامات کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔

بنیاد پرستوں کے خلاف سرکاری کارروائی کا تازہ مظاہرہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی امریکہ روانگی سے ۲۰ گھنٹے قبل لاہور ہائی کورٹ میں توہین رسالت ﷺ کے مقدموں سمیت متعدد انسدادی مقدمات کی پیروی کرنے والے دو اسلام پسند اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کو برطرف کر دیا گیا۔ پنجاب حکومت کے شعبہ قانون اور پارلیمانی امور کی طرف سے جاری کئے جانے والے ایک نوٹیفکیشن میں انہیں فوری طور پر اپنے عہدے چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ یہ دونوں اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل سیاسی وابستگی رکھتے تھے اور نہ ہی پیشہ وارانہ اعتبار سے کم تر اہلیت کے حامل تھے۔ عدالت عالیہ کے متعدد جج صاحبان مختلف مواقعوں پر ان کی عمدہ کارکردگی کی تعریف کر چکے تھے۔ اگر ان کی سیاسی وابستگیوں یا پیشہ وارانہ اہمیت کے حوالے سے حکومت کو کوئی شکایت ہوتی تو بے نظیر حکومت کے آتے ہی ان کو باقی لا آفیسرز کے ساتھ برطرف کر دیا جاتا۔ آخر ان کی برطرفی کیلئے اسی وقت کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ ان لا آفیسرز کے حوالے سے یہ شکایت سننے میں آتی رہی ہے کہ یہ متعدد دینی مقدمات میں ”حکومتی موقف“ کو پوری طرح ”فالو“ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود حکومت ان کی کار[illegible] کی اور پیشہ وارانہ اہلیت اور دینی علوم پر دسترس کے باعث دینی مقدمات انہیں ہی دیتی رہی ہے۔ مگر ہیومن رائٹس کی بعض تنظیموں‘ عیسائی اور قادیانی حلقوں اور بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے بعض سیکولر افراد کی طرف سے پیپلزپارٹی کی حکومت میں ایسے لوگوں کی ہائی کورٹ میں موجودگی پر تشویش کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

حال ہی میں برطرف کئے جانے والے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نذیر احمد غازی کا تعلق لاہور کے ایک دینی گھرانے سے ہے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اور ایل ایل بی کے امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کئے۔ دوران طالب علمی بنگلہ دیش نامنظور تحریک سمیت متعدد تحریکوں میں حصہ لیا۔ اس دوران سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں ڈپٹی سیکریٹری اتارنی مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں پبلک پراسیکیوٹر کے طور پر وزارت قانون سے وابستہ ہوگئے۔ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل بنے۔ نذیر احمد غازی نے باقاعدہ دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ اسلامی تاریخ‘ اسلامی قانون اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خاص موضوعات رہے ہیں۔ اپنی دینی بصیرت اور نیک سیرتی کے باعث نذیر غازی دینی

حلقوں میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

نذیر احمد غازی لاہور ہائی کورٹ کے واحد آفیسر تھے جو کئی ممالک میں منعقدہ متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں قانون کے حوالے سے تحقیقی مقالے پڑھ کر پاکستان کی نمائندگی کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ وسیع مطالعہ کے حامل نذیر غازی اسلامی قانون پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ کئی سال سے "نیپا" (Nipa) میں لیکچر دے رہے ہیں کچھ عرصہ پہلے ۱۴ مارچ کو اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام ہونے والے قانون کے ایک سیمینار میں بیان کے چیف جسٹس اور پاکستان کے اٹارنی جنرل کے ساتھ وہ بھی بطور مقرر شریک رہے ہیں۔

نذیر احمد غازی کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے قادیانیوں، عیسائیوں اور گستاخان رسولؐ کے خلاف آنے والے تمام مقدمات میں حکومت کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ میں پیروی کی اور ان میں کامیابی حاصل کی۔ اس حوالے سے سیکولر طبقوں کی طرف سے ان کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا رہا ہے۔

"زندگی" سے ملاقات میں نذیر احمد غازی نے بتایا "مجھے فخر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں توہین رسالت کے ۹۰ فیصد مقدمات کی پیروی میں نے کی۔ اس دوران میں نے اپنے فرائض اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق دیانت داری سے سرانجام دیے اور ان میں سے بیشتر مقدمات میں الحمد للہ مجھے کامیابی ہوئی۔ اس دوران سرکار کی طرف سے متعدد مرتبہ دباؤ کا سامنا بھی کرنا پڑتا رہا۔ قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی کے مقدمے میں بھی حکومت کی طرف سے میں پیروی کر رہا تھا اور اپنے فرائض دیانت داری سے بغیر کسی دباؤ کے سرانجام دینے میں کامیاب رہا۔ ایک اور مقدمہ ریاض بیان سرکار بہت مشہور ہوا۔ اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ توہین رسالت کی سزا موت آئین کے مطابق ہے۔

اسماعیل قریشی صاحب کے ایک مقدمے کہ توہین رسالتؐ کی سزا صرف موت ہونی چاہئے میں موجودہ ایڈووکیٹ جنرل اس مقدمہ میں بھی توہین رسالتؐ کی سزا موت کے خلاف پیش ہوئے تھے۔ اس مقدمہ میں بھی میں ہی سرکاری وکیل تھا۔ گل مسیح کے مقدمہ میں بھی پہلے میں نے ہی پیروی کی۔

"توہین رسالت کے حالیہ مقدمہ میں آپ نے پیروی کیوں نہ کی؟"

میں اس مقدمے کی پیروی بھی کرنا چاہتا تھا کیونکہ اللہ کے فضل سے میں سمجھتا ہوں کہ میں اس مقدمہ میں پیروی کرتا تو یہ مقدمہ ہارا نہ جاتا۔ مجھ سے کئی جج صاحبان نے بھی پوچھا کہ آپ اس مقدمہ کی پیروی کیوں نہیں کر رہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ اس مقدمہ میں حکومت کی اپنی ترجیحات تھیں۔ میں نے تو یہاں اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق بات کرنا تھی، جو شاید انہیں منظور نہ تھا۔ اس لئے مجھے پیش نہ ہونے دیا گیا۔ توہین رسالتؐ کے اس مقدمہ سے پہلے ہماری لا آفیسرز کی میٹنگ ہوئی۔ وہاں کہا گیا کہ یہ مقدمہ تو بنتا ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا جناب! یہ مقدمہ بنتا ہے۔ یہ مقدمہ آپ مجھے دیں میں آپ کو جیت کر دکھاتا ہوں۔"

"سب سے بڑا ظلم اس مقدمہ میں یہ ہوا کہ ملک کی عدالتی تاریخ میں پہلی مرتبہ استغاثہ اس کیس میں وکیل صفائی بن گیا۔ سرکاری وکلاء کا کام یہاں استغاثے کو سپورٹ کرنا تھا نہ کہ ملزموں کو بری کروانا، کبھی ایسے نہیں ہوا کہ سرکاری وکلاء نے لوئر کورٹ کے فیصلے کی خود ہی مخالفت شروع کر دی ہو۔"

"ان دنوں آپ کس مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے؟"

"ان دنوں میں قادیانیوں کے جریدے الفضل کے چیف ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف دائر مقدمہ میں پیش ہو رہا تھا۔"

"کہا جاتا ہے کہ آپ نواز شریف گروپ کے آدمی ہیں۔ وہی آپ کو لے کر آئے۔"

"میں تو نواز شریف کے وزارت اعلیٰ کا حلف اٹھانے سے قبل ہی بطور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل جائن کر چکا تھا۔ یہ محض مخصوص [illegible] کا "پراپیگنڈہ" ہے۔

"آخر آپ کا کوئی قصور تو ہوگا، جس پر حکومت کو یہ ایکشن لینا پڑا۔"

"جناب! اچی بات تو یہ ہے کہ

میں نے کوئی غداری نہیں کی
امیر شہر سے یاری نہیں کی
کسی عہدے کسی منصب کی خاطر
کوئی تدبیر بازاری نہیں کی

برطرف کئے جانے والے دوسرے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اعجاز چوہدری کا تعلق بھی لاہور سے ہی ہے۔ انہوں نے اپنے تعلیمی مراحل نیا مدرسہ، گورنمنٹ کالج، ایف سی کالج اور جامعہ پنجاب میں طے کئے۔ ۱۹۷۱ء میں یونیورسٹی لاکالج کے سیکریٹری جنرل بنے۔ کئی قومی تحریکوں میں حصہ لیا، ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر خالد رانجھا کے ساتھ بطور اپرنٹس وکالت کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۵ء میں باقاعدہ وکالت شروع کی۔ ۱۹۷۷ء میں ہائی کورٹ کا وکیل بننے کے بعد اپنے علیحدہ دفتر میں کام شروع کیا۔ ۱۹۸۸ء میں اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔

اعجاز احمد چوہدری کا اعزاز ہے کہ وہ لاہور ہائی کورٹ کے واحد لا آفیسر تھے جو سپریم کورٹ کے وکیل بھی تھے اور کئی مقدمات میں پیش ہوتے رہے ہیں۔ اسلامی امور کے متعلق کئی مقدمات کی پیروی انہوں نے کی۔ حق شفعہ والا مقدمہ، اور وزیر آباد میں لڑکی کی نعش کی بے حرمتی والے کیس، کی بھی انہوں نے پیروی کی۔ اسلم بیگ کیس میں بھی اٹارنی جنرل کی معاونت کرتے رہے۔ بے نظیر کے خلاف ریفرنس کے لئے پیش ہونے والے پینل میں ان کا نام شامل تھا۔ مگر بعد ازاں حج پر چلے جانے کے باعث ان کو اس فہرست سے نکال دیا گیا۔ پنجاب حکومت کے حالیہ فیصلے کے بعد "زندگی" سے ملاقات میں اعجاز چوہدری نے بتایا:

"میں ۳ اپریل کو معمول کے مطابق دفتر آیا۔ چند کیسوں کے سلسلے میں عدالتوں میں گیا۔ ۱۱ بجے کے قریب میں واپس اپنے دفتر آیا۔ اسی دوران ایک چپڑاسی میری برطرفی کا نوٹیفکیشن لے کر آیا۔ جس میں ہمیں فوری طور پر دفتر چھوڑنے کے لئے کہا گیا تھا۔ ہم نے اسی وقت اپنا سامان

ساتھ لیا اور اٹھ کر آ گئے۔"

"آپ کا قصور کیا تھا؟"

میری کارکردگی، میری اہلیت اور میرے دیگر پروفیشنل معاملات کے بارے میں کبھی کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ میرا قصور صرف یہ ہے کہ میرا چہرہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین ہے۔ میرا قصور یہ ہے کہ میرا تعلق ایک دینی گھرانے سے ہے۔ میرا قصور یہ ہے کہ پیپلزپارٹی کے لوگ مجھے جماعت اسلامی کا آدمی خیال کرتے ہیں۔ بس اسی جرم کی سزا مجھے ملی ہے۔ اسلامی شعائر موجودہ حکومت کی چڑ ہیں۔ وہ اپنے مقصد کی راہ میں حائل ہر ایسی رکاوٹ کو دور کر دینا چاہتے ہیں جس پر انہیں بنیاد پرستی کا شبہ ہو۔ ہر اس فرد کو ہٹا دینا چاہتے ہیں جس میں ایمان کا رتی بھر بھی جذبہ موجود ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے کھل کھیل سکیں۔"

"یہ کام بے نظیر دور میں ہی نہیں ہو رہا، خود بھٹو نے عدلیہ کے معاملات میں غیر ضروری مداخلت کی روایت قائم کی تھی۔ اس نے اپنے لوگوں کی عدلیہ میں تقرریاں کیں۔ ساتویں نمبر پر موجود جج اسلم ریاض کو چیف جسٹس بنایا۔ جسٹس یعقوب کو پینسٹھ سال کی عمر کے بعد ایک خصوصی آرڈیننس کے ذریعے ملازمت میں توسیع دی۔"

"ان اقدامات سے پیپلزپارٹی کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں؟"

بے نظیر بھٹو حکومت کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو وہ چاہتے ہیں کہ عدلیہ کے معاملات میں مداخلت کر کے عوام میں عدلیہ کا اعتماد ختم کر دیا جائے تاکہ انہیں احساس ہو کہ عدلیہ دباؤ کے تحت کام کرتی ہے اور بھٹو کو دی جانے والی پھانسی کا فیصلہ بھی اس وقت کی حکومت کے دباؤ کا نتیجہ تھا۔ دوسرے وہ اپوزیشن کو عدلیہ سے ملنے والا تھوڑا بہت ریلیف بھی ختم کر دینا چاہتی ہیں۔ اس لئے اس نے اپنے فرنٹ لائن کے لیڈروں کو جج بنایا۔ اب لا آفیسرز میں بھی اپنے نااہل لوگوں کو لا رہے ہیں۔"

"میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت بینکنگ ٹربیونلز میں سیاسی بنیادوں پر تقرریاں کر کے اپنے جو جج لا رہی ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ سیاست دانوں سے قرضوں کا حساب لینے کی آڑ میں اپوزیشن کا ناطقہ بند کر دیا جائے۔"

"کیا آئین ان حکومتی اقدامات کی اجازت دیتا ہے؟"

آئین کے تحت حکومت اپنی اہلیت کھو چکی ہے۔ حکومت نے عدلیہ میں مداخلت کر کے، غلط تقرریاں کر کے آئین کے خلاف طرز عمل اختیار کر رکھا ہے۔ ہمارے ہاں اکثر یہ روایت رہی ہے کہ ایڈہاک ججز کو سیاسی مقدمات ریفر نہیں کئے جاتے کیونکہ ان پر حکومتی دباؤ ہوتا ہے۔ مگر ایڈہاک ججز کے پاس دھڑا دھڑ اہم سیاسی مقدمات بھیجے جا رہے ہیں اور وہ سن رہے ہیں۔ اس وقت ۵۰ فیصد سے زیادہ جج ایڈہاک ہیں۔ حکومت اپنے اقدامات میں آئینی تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھ رہی۔ کل کو اس کے یہی فیصلے اس کے گلے پڑ جائیں گے۔

ایک ہائی کورٹ رپورٹر نے بتایا کہ ان دو حضرات کی برطرفی کچھ ایسی بھی حیران کن نہیں ہے۔ ان کی "شکایات" اکثر سننے میں آتی رہی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے گورنر الطاف نے پیپلزپارٹی کے ایک ایم این اے کو اس بارے میں بتایا تھا کہ یہ لوگ مختلف دینی مقدمات کی پیروی میں حکومتی "ہدایات" کو پوری طرح مدنظر نہیں رکھتے ہیں۔

روزنامہ جنگ کے رحمت رازی کی خبر کے مطابق گورنر پنجاب نے مزید ایک ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور ۱۲ اسسٹنٹ ایڈووکیٹس جنرل کے تقرر کی منظوری دے دی ہے۔ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس یعقوب علی کے صاحبزادے یاور علی کو ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ نئے مقرر کئے جانے والے ایڈووکیٹس جنرل میں مسلم لیگ وکلا محاذ پنجاب (جونیجو گروپ) کے سیکرٹری جنرل پیر محمد مسعود چشتی، پاکستان مسلم لیگ ملتان (جونیجو گروپ) کے سیکرٹری جنرل میر خضر حیات، رحیم یار خان کے وکیل اور سپریم کورٹ کے جج جسٹس منیر احمد خان کے داماد ملک منظور احمد اعوان، حامد ناصر چٹھہ کے قریبی عزیز چوہدری محمد حسین چھٹہ، سپریم کورٹ کے جج ارشاد حسن خان کی بھانجی فوزی ظفر، صوبائی وزیر قانون چوہدری محمد فاروق کے قریبی دوست اور گجرات کے وکیل ثقلین شاہ، سپریم کورٹ کے جج راجہ افراسیاب کے بھانجے سعید اکرم، وصی ظفر کے جونیئر چوہدری محمد اشرف، پیپلزپارٹی کے رہنما میاں محمد بشیر، چوہدری محمد بشیر، سلمان تاثیر کی سابق اہلیہ یاسمین سہگل شامل ہیں۔ اس سے قبل بھی پیپلزپارٹی اپنے اور جونیجو لیگ کے افراد کی بڑی تعداد کو لا آفیسرز مقرر کر چکی ہے۔ مبینہ طور پر ان بھاری تقرریوں میں سیاسی وابستگیوں اور ذاتی پسند کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے وکلاء نے الزام لگایا ہے کہ ان تقرریوں میں میرٹ کو نظرانداز کیا گیا ہے اور ان میں میاں بشیر اور چوہدری بشیر نامی دو افراد ایسے بھی ہیں جو الذوالفقار کی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے باعث سزا یافتہ ہیں۔ ان میں کئی لوگ باقاعدہ وکالت بھی نہیں کر رہے تھے۔

اس ساری صورت حال کے حوالے سے سرکاری موقف معلوم کرنے کیلئے ہم نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب جناب میاں عبدالستار نجم سے رابطہ کیا۔ ان سے ہونے والے سوال و جواب کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

س: حال ہی میں بے نظیر کی امریکہ روانگی سے قبل دو ایڈووکیٹس جنرل کی برطرفی کا پس منظر کیا ہے؟

ج: اس کا پس منظر کوئی نہیں ہے۔ یہ ایک معمول کی کارروائی ہے ہر حکومت کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں کے نفاذ کے لئے اپنی پسند کے لا آفیسرز تعینات کرے۔

س: کیا ان لا آفیسرز کی کارکردگی یا اہلیت کے بارے میں حکومت کو کوئی شکایات تھیں؟

ج: نہیں اب تو بالکل نہیں ہے۔ بس حکومت کی مرضی تھی اس نے یہ فیصلہ کر دیا۔

س: کہا جاتا ہے کہ توہین رسالت ﷺ کے مقدمات کی پیروی کرنے والے لا آفیسرز کی

برطرفی کا تعلق بے نظیر کے دورہ امریکہ سے ہے؟

ج: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ امریکہ کے دورے سے اس معمولی کارروائی کا تعلق کیا ہوتا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ توہین رسالت ﷺ کے مقدمات کے حوالے سے ہمارا نقطہ نظر روایتی علمائے کرام کی انتہا پسندانہ سوچ سے ذرا مختلف ہے۔ اب اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ حکومت اس نقطہ نظر کی پیروی نہیں کررہی تو اسے خود ہی مستعفی ہوجانا چاہئے تھا۔ اس نے ہماری برطرفی کا انتظار کیوں کیا۔

س: اعجاز چوہدری کا معاملہ تو ایسا نہ تھا؟

ج: وہ بے نظیر کے خلاف ریفرنس میں تو حکومت کی طرف سے پیش ہوئے تھے۔

س: مگر وہ تو بعد میں اس پینل سے بھی نکل گئے تھے؟

ج: مگر نذیر غازی تو نواز شریف کے حلف اٹھانے سے پہلے ہی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ بن چکے تھے؟

ج: یہ سارے لوگ مارشل لاء کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

س: پھر آپ نے انہیں پہلے برطرف کیوں نہ کیا۔ اب بے نظیر کے امریکی دورے سے قبل ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ج: پہلے ہمیں ان کی ضرورت تھی۔ ہمارے پاس اسٹاف کم تھا اب ایسی صورت حال نہیں ہے۔

س: کہا جاتا ہے کہ آپ نے ان برطرفیوں میں آئینی تقاضوں کو بھی پورا نہیں کیا اور نہ ہی آپ نے اخلاقی طور پر اچھے طرز عمل کا ثبوت دیا۔ دفتر آئے ہوئے آدمی کو اچانک نوٹیفکیشن دے دیا کہ آپ فوری طور پر دفتر خالی کردیں۔ جن افراد کے ساتھ آدمی اکٹھے کام کررہا ہو۔ ان ساتھیوں کے ساتھ ایسا توہین آمیز رویہ آپ مناسب سمجھتے ہیں؟

ج: دیکھیں جی ہمارے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا تھا' بلکہ میں تو پیپلز پارٹی حکومت کی تبدیلی کے ساتھ ہی ڈپٹی اٹارنی جنرل کے عہدے سے استعفیٰ دے آیا تھا۔ یہ تقرریاں اگرچہ سرکاری ہوتی ہیں مگر ان کو دوسری ملازمتوں جیسے تحفظات حاصل نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ مکمل طور پر حکومتی صوابدید پر ہی ہوتی ہیں کہ وہ جب چاہے اسے ختم کردے۔

س: یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ نئے لا آفیسرز کی تقرریوں میں میرٹ کو نظرانداز کرکے ذاتی پسند اور سیاسی وابستگیوں کو ہی مدنظر رکھا گیا ہے اور نئے لا آفیسرز میں الذوالفقار کے دو سزا یافتہ افراد بھی ہیں؟

ج: دیکھیں لا آفیسرز کی تقرریوں میں جو کم سے کم معیار قانونی طور پر مقرر کیا ہے اس سے روگردانی تو ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر حکومت کو اپنی پالیسیوں کے نفاذ کے لئے اپنی سوچ کے حامل افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی جہاں تک الذوالفقار والی بات کا تعلق ہے تو یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ تقرریاں پنجاب حکومت کرتی ہے' وہی اس کے میرٹ کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس سے پوچھ سکتے ہیں۔

س: آپ کے مخالفین کا کہنا ہے کہ ہائی کورٹ کے معاملات آپ اپنی مرضی سے چلارہے ہیں۔ اس کے علاوہ پیپلز لائرز فورم کا ایک گروپ اپنی من مانیاں کررہا ہے۔ افراد کی تقرریاں اور دیگر فیصلے ان کے مطالبوں پر ہورہے ہیں؟

ج: ایسی بات بالکل نہیں ہے' یہ محض مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے۔

اس حوالے سے "زندگی" سے گفتگو کرتے ہوئے لاہور ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس میاں محبوب احمد نے کہا "ہمارے دور میں یہ روایت رہی ہے کہ لا آفیسرز کی تقرریاں اور برطرفیاں چیف جسٹس کے مشورے کے بغیر ممکن نہیں ہوتی تھیں۔ اب بھی غالباً یہی صورت حال ہے۔ میری ذاتی رائے ہے لا افسران کی مسلسل تبدیلیاں حکومت کے لئے مفید نہیں ہوتیں۔ لا آفیسرز کو مستقل کام کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ ایک ایسا لا آفیسرز جو سیاسی وابستگی نہ رکھتا ہو اور بہتر پیشہ وارانہ کارکردگی کا حامل ہو اسے محض حکومتی پارٹی کا کارکن نہ ہونے کے جرم میں برطرف کردینا بڑی زیادتی ہے۔ حال ہی میں برطرف کئے جانے والوں میں نذیر احمد غازی کو جانتا ہوں۔ وہ ایک اہل' دیانت دار اور محنتی لا افسر تھے۔ ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔

لاہور ہائی کورٹ کے سابق ایڈووکیٹ جنرل مقبول ایس ملک نے بتایا "اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل بننے والے لوگ اس ملازمت کو کیریئر کے طور اپناتے ہیں۔ اس لئے عدلیہ میں یہ عرصے تک روایت رہی ہے کہ چھوٹے لا افسران کو حکومت کی تبدیلی کے بعد نہیں نکالا جاتا۔ ایڈووکیٹ جنرل پرنسپل لا افسر ہوتا ہے۔ اسے نکال کر حکومت اپنی مرضی کا بندہ لاسکتی ہے' وگرنہ ہر سال درجنوں لا افسروں کی تبدیلی سے خود حکومت کو نقصان ہوگا۔ حال ہی میں برطرف کئے جانے والے لا افسروں میں' میں ذاتی طور پر اعجاز چوہدری صاحب کو جانتا ہوں۔ وہ ایک اچھے لا افسر تھے۔ ایسے لا افسر کی برطرفی کی کوئی وجہ مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔

لاہور ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس غلام مجدد مرزا نے "زندگی" کو بتایا "میں تو سمجھتا ہوں کہ ان لا افسران کی برطرفی دراصل میرٹ کی برطرفی ہے۔"

بقیہ کافروں میں فرق

(ج۱۹)

۷۔ "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو"۔

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص۱۴۲ طبع ربوہ)

۸۔ "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں"۔

((ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ۹۔ روحانی خزائن ص۲۱۳' حاشیہ ج۱۸)

۹۔ "قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) قرار دیا ہے...... جو بار بار یہاں (قادیاں) نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیاں سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا؟ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟

(حقیقت الرؤیا۔ ص۴۶)

مغربی خواتین میں اسلام کا رجحان

مغرب میں دو ہفتے

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مد ظلہم

میرے پچھلے دو ہفتے پانچ ملکوں کے طائرانہ دورے میں صرف ہوئے۔ یعنی قطر' ہالینڈ' کینیڈا' امریکہ اور ویسٹ انڈیز۔ اس سفر کے بعض حالات اور تاثرات شاید قارئین کیلئے دلچسپی اور معلومات کا سبب ہوں' قطر میں دو روز قیام کے بعد مجھے دراصل کینیڈا جانا تھا' لیکن کینیڈا تک مسلسل فضائی سفر چونکہ بہت تھکا دیتا ہے' اس لئے میں نے سوچا کہ یورپ میں کسی جگہ ٹھہرتا ہوا جاؤں' اس لئے میں نے ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈیم میں ایک دن ایک رات قیام کیا۔ اس سے پہلے میں ایمسٹرڈیم کے ایئرپورٹ سے گزرا ضرور ہوں' لیکن کبھی شہر کے اندر جانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس مرتبہ سفر کی درمیانی منزل کے طور پر یہ شہر میرے لئے بڑا مفید ثابت ہوا۔ اول تو دو طویل سفروں کے درمیان چوبیس گھنٹے سے زیادہ کا آرام دہ وقفہ میسر آگیا۔ دوسرے یہاں کسی جاننے والے سے رابطہ نہ ہوسکا' اس لئے وہ تنہائی حاصل ہوئی جو کبھی شاذ و نادر ہی حاصل ہوتی ہے' تیسرے وہ خوب صورت شہر دیکھنے میں آیا جو اپنی بعض خصوصیات میں بالکل منفرد ہے۔ جب میرا طیارہ ایمسٹرڈیم کے ایئرپورٹ پر اترا تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور حسب توقع درجہ حرارت نقطہ انجماد تک پہنچا ہوا تھا۔ اور آٹھ بجنے کے باوجود سورج نکلنے میں ابھی پینتیس منٹ باقی تھے رات کے تقریباً" نو گھنٹے ہوائی جہاز میں گزارنے کے بعد یہاں چوبیس گھنٹے سے زائد آرام بھی کیا اور تھوڑی سی سیر بھی'

یہ ہالینڈ یا نیدرلینڈ کا سب سے بڑا شہر ہے' اور اسے نہروں اور پلوں کا شہر کہا جائے تو بیجا نہیں ہوگا۔ شہر کے بہت بڑے حصے میں دریائے ایمسٹرڈیم سے نکالی گئی نہروں کا ایک پیچیدہ جال بچھا ہوا ہے۔ یہ نہریں شہر میں سڑکوں اور گلیوں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ سیاحوں کو شہر کی سیر کرانے کیلئے چھوٹے چھوٹے کروز (مشینی جہاز) استعمال کئے جاتے ہیں۔ کشتی رانی کا یہ منفرد انداز یہیں پر دیکھا کہ شہر کے اہم مقامات پر بلکہ چھوٹے چھوٹے محلوں تک کا معائنہ کشتی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ پورے شہر میں جو نہریں پھیلی ہوئی ہیں ان کی مجموعی لمبائی سو کلو میٹر ہے' اور یہ اوسطاً" تین میٹر گہری ہیں' شہر کی سیر کرانے والا کروز اس طرح ایک نہر سے دوسری نہر میں مڑ مڑ کر شہر کے مختلف حصے دکھاتا رہتا ہے جیسے کوئی بس یا کار سڑکوں پر چل رہی ہو' یہاں تک کہ بعض گنجان محلوں میں نہر اتنی پتلی ہوگئی ہے کہ اس نے چھوٹی چھوٹی تنگ گلیوں کی شکل اختیار کرلی ہے۔

چونکہ سارا شہر نہروں سے پٹا پڑا ہے' اس لئے لازماً" اتنی ہی بڑی تعداد میں ان نہروں پر پل بنے ہوئے ہیں جو نہر کے ایک کنارے کو دوسرے سے ملاتے ہیں اور بعض لمبی اور سیدھی سڑکوں پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو دور تک پل ہی پل نظر آتے ہیں' یہ ساری نہریں دریائے ایمسٹرڈیم سے نکالی گئی ہیں اور یہ دریا بندرگاہ کے قریب شہر کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا ہے۔ دریا کے شمال اور جنوب دونوں میں آبادی ہے اور دونوں حصوں میں رابطے کیلئے بڑی بڑی کشتیاں (فیری بوٹس) استعمال ہوتی ہیں۔ نہروں کی اس کثرت کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی پرائیویٹ کشتیاں بھی ہیں جو وہ شہر کے مختلف حصوں کے درمیان نقل و حمل اور سفر کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جگہ جگہ پلوں کے ساتھ سائیکلیں بندھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کیونکہ جو لوگ خشکی پر سائیکلوں کا سفر کرنے کے بعد کشتیوں کا سفر کرتے ہیں وہ اپنی سائیکلیں نہر کے کنارے باندھ کر چلے جاتے ہیں تاکہ واپسی میں انہیں استعمال کرسکیں۔ بلکہ شہر میں تین ہزار کے قریب رہائشی مکانات ہی کشتیوں کی شکل میں ہیں جن میں لوگ مستقل طور پر آباد ہیں۔

شہر کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بالخصوص اس کے قدیم علاقے میں تمام عمارتیں تقریباً" ایک ہی طرز کی ہیں۔ اور پرانی ہونے کے باوجود اپنی آب و تاب قائم رکھے ہوئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمارتوں کی اس قدامت کو باقی رکھنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے چنانچہ اس شہر میں ماڈرن طرز کی سربفلک عمارتوں کا وجود نہیں اور بلند ترین عمارت ویسٹرن ٹاور ہے جو زمین سے صرف ۸۵ میٹر بلند ہے اور ۱۹۵۱ء میں تعمیر ہوا تھا۔

مغرب میں مسلمانوں کے حالات

بہرکیف' تقریباً" ۳۲ گھنٹے ایمسٹرڈیم کے خوشگوار قیام کے بعد۔ جو ایک جملہ معترضہ کے طور پر تھا۔ میں نے شمالی امریکہ کا سفر کیا جس کے دوران کینیڈا کے سب سے بڑے شہر ٹورنٹو اور امریکہ کے سب سے بڑے شہر نیویارک میں تقریباً" ایک ہفتہ گزارنے کا موقعہ ملا میں اس سے پہلے بھی بارہا

امریکہ جاچکا ہوں' اور ۱۹۷۹ء سے لے کر آج تک جب کبھی امریکہ جانا ہوا۔ وہاں کے مسلمانوں کے حالات اور اسلامی سرگرمیوں میں پہلے کی بہ نسبت نمایاں ترقی کا احساس ہوا۔ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد' ان کی دینی سرگرمیاں اور نئے نئے قائم ہونے والے ادارے روز بروز بڑھ رہے ہیں' جس روز میں کینیڈا پہنچا' اس سے صرف دو روز پہلے (یعنی ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء کو) کیلیفورنیا کے مشہور اخبار "لاس اینجلس ٹائمز" نے مغرب میں مسلمانوں کے حالات پر ایک مفصل سروے رپورٹ شائع کی تھی جس کی سرخی میں یہ کہا گیا تھا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں دین اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلے میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے'

امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد

اب تک امریکہ میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے بارے میں لوگ مختلف اندازے لگاتے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی تعداد عموماً" چھ سے آٹھ ملین تک بتائی جاتی ہے' لیکن "لاس اینجلس ٹائمز" کا کہنا ہے کہ یہ اندازے کسی سائنٹفک سروے پر مبنی نہیں تھے' اس سروے کے مطابق امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ صرف پانچ لاکھ بیان کی گئی ہے لیکن سروے میں صراحت کی گئی ہے کہ یہ صرف ان مسلمانوں کی تعداد ہے جو امریکی مسجدوں میں پابندی سے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ سروے کرنے والوں نے امریکہ کی ایک ہزار چھیالیس مسجدوں کے منتظمین سے مسجد میں پابندی سے آنے والوں کی تعداد معلوم کی اور ان کو جمع کیا۔ اس حساب کے نتیجے میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر مسجد میں نماز ادا کرنے والوں کی تعداد اوسطاً" فی مسجد ۴۶۵ ہے۔ ساتھ ہی سروے میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کا صرف دس فیصد حصہ باقاعدگی سے مسجدوں میں نماز ادا کرتا ہے' لہٰذا مسلمانوں کی حقیقی تعداد پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں ہوگا کہ جو نوے فیصد مسلمان باقاعدگی سے مسجدوں میں نہیں جاتے وہ نماز سے بالکل ہی محروم ہیں۔ اس لئے کہ امریکہ میں مسجدیں بہت طویل فاصلوں پر بنی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر آدمی کے لئے باقاعدگی سے مسجد میں پہنچنا دشوار ہوتا ہے۔ چنانچہ بہت سے مسلمان یا تو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں یا انہوں نے مختلف محلوں میں ایسی نماز گاہیں بنا رکھی ہیں' جو باقاعدہ مسجد نہیں ہیں' لیکن محلے کے لوگ وہاں جمع ہو کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

عیسائیت کے بعد دوسرا مذہب اسلام

"لاس اینجلس ٹائمز" کے اس سروے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں ہر سال کم از کم ایک لاکھ پچیس ہزار مسلمانوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جن میں دوسرے ملکوں سے آکر آباد ہونے والے مسلمان بھی شامل ہیں اور وہ امریکی باشندے بھی جو اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اخبار کا کہنا ہے کہ اگر مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کی رفتار یہی رہی تو آئندہ صدی کے آغاز تک امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد امریکی یہودیوں سے بڑھ جائے گی۔ اور عیسائیت کے بعد اسلام امریکہ کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہوگا۔

امریکہ کے بعض مسلم حلقوں نے "لاس اینجلس ٹائمز" میں شائع ہونے والے اس سروے پر شک و شبہ کا اظہار کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس سروے میں مسلمانوں کی تعداد حقیقت سے کم دکھائی گئی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی حقیقی تعداد اس وقت بھی یہودیوں سے زیادہ ہے۔ لیکن اگر "لاس اینجلس ٹائمز" کی اس رپورٹ ہی کو درست سمجھا جائے تب بھی یہ بات واضح ہے کہ امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی جس رفتار سے ہو رہی ہے۔ وہ مغربی صحافت کو چونکا دینے کے لئے کافی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گزشتہ ربع صدی میں امریکہ کے تقریباً" ہر خطے میں شاندار مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں۔ بچوں کی دینی تعلیم کے مراکز قائم ہوئے ہیں۔ اور مختلف اسلامی اداروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

برطانیہ میں اشاعت اسلام

یہ ایک موقر امریکی جریدے کی رپورٹ تھی۔ اتفاق سے اس رپورٹ کی اشاعت سے ٹھیک ایک سال پہلے لندن کے مشہور روزنامے "ٹائمز" نے اپنی ۹ نومبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں برطانیہ میں اشاعت اسلام کے بارے میں ایک بہت مفصل مضمون شائع کیا تھا جس کا عنوان تھا "برطانوی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟" اس مضمون پر یہ سرخی بھی لگائی گئی تھی کہ "مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام مغربی دلوں کو فتح کر رہا ہے" اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ جس بھاری تعداد میں برطانوی باشندے آج کل اسلام قبول کر رہے ہیں' اس کی کوئی نظیر ماضی میں نہیں ملتی' اگرچہ برطانیہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اپنے وطنوں کو چھوڑ کر برطانیہ میں آباد ہو گئے ہیں لیکن اب اس تعداد میں خود برطانوی نژاد نو مسلموں کا بھاری تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اندازہ یہ ہے کہ آئندہ بیس سال کے دوران برطانوی نو مسلموں کی تعداد ان تارکین وطن کے مقابلے میں بڑھ جائے گی۔ جو آبائی طور پر مسلمان تھے۔ اور ترک وطن کرکے برطانیہ میں آباد ہو گئے۔

خواتین کی تعداد چار گنا زیادہ

"لندن ٹائمز" نے لکھا ہے کہ اگرچہ مغربی پریس اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ہمیشہ منفی تصویر پیش کرتا رہتا ہے۔ اس کے باوجود برطانوی باشندوں میں اسلام قبول کرنے کی رفتار تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان برطانوی نو مسلموں میں بھاری اکثریت خواتین کی ہے' اخبار کی اطلاع کے مطابق امریکی نو مسلموں میں بھی خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ ہے اور برطانیہ میں بھی نو مسلموں میں بھاری اکثریت انہی کی ہے اخبار لکھتا ہے کہ:

"یہ اور بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر برطانوی نو مسلم عورتیں ہیں۔ حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ بہت پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے۔"

مغرب میں اسلام پھیلنے کی وجہ

مغرب میں اسلام پھیلنے کی اس تیز رفتاری کی وجوہات پر اخبار نے مختلف رائیں ظاہر کی ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ جب سے سلمان رشدی کے معاملے نے شہرت پائی۔ اس وقت سے لوگوں میں اسلام کا

مطالعہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا' دوسری طرف خلیج کی جنگ اور بوسنیا میں مسلمانوں کی حالت زار بھی اسلام سے ہمدردی کا سبب بنی' نیز مغربی تعلیمی اداروں میں تقابل ادیان کے موضوع پر تعلیم میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں بھی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اس کے علاوہ برطانوی میڈیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بے تکان پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے اور اس نے ہر اسلامی چیز کو برا کہنے کی جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے اس کا بھی بہت سے لوگوں پر الٹا اثر ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے ہیں۔ آخر میں اخبار لکھتا ہے کہ:

"مغرب کے لوگ خود اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں۔ جس میں بڑھتے ہوئے جرائم' خاندانی نظام کی تباہی' منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے بالآخر وہ اسلام کے دیئے ہوئے نظم و ضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں"

"تصوف" چھپا ہوا ہیرا ہے

بہت سے نو مسلم پہلے عیسائی تھے' وہ چرچ کی غیر یقینی کیفیت سے برگشتہ اور عقیدہ تثلیث وغیرہ سے غیر مطمئن تھے۔ بہت سے وہ لوگ ہیں' جو بذات خود مذہب پر یقین نہیں رکھتے تھے لیکن انہیں اس تصوف نے اپیل کیا۔ جسے وہ "اسلام کے بم کے خول میں چھپے ہوئے ہیرے" سے تعبیر کرتے ہیں۔

نومسلموں کی مشکلات

اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ نام نہاد آزادی فکر کے اس دور میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کو برطانیہ میں اپنی برادری اور اپنے معاشرے کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور خواتین کی مدد کے لئے جو ادارہ قائم ہے۔ اس کو ٹیلی فون کرکے فریاد کرنے والی خواتین میں تقریباً" ایک چوتھائی خواتین نومسلم ہوتی ہیں۔

خواتین کے انٹرویو

اس کے بعد "لندن ٹائمز" نے ایسی بہت سی خواتین کے انٹرویو بھی شائع کئے ہیں جو برطانوی نژاد ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور انہوں نے پوری طرح بصیرت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے۔ ایک اٹھائیس سالہ خاتون' جس نے اپنا اسلامی نام میمونہ رکھا ہے۔ شروع میں عیسائی تھی پھر اس نے عیسائیت کے تمام فرقوں پر ریسرچ کی اور پھر اس نے یہودیت' بدھ مت اور ہری کرشنا کا گہرا مطالعہ کیا اس نے اسلام کو منتخب کیا۔ متعدد نو مسلم خواتین نے بتایا کہ ہم کلیسا کی رسمی درجہ بندیوں کے خلاف ہیں اور اسلام کی یہ ادا ہمیں پسند آئی ہے کہ ہر مسلمان براہ راست اپنے خدا سے رشتہ قائم کر سکتا ہے۔

ایک برطانوی خاتون کا اسلام تبصرہ

ایک اٹھائیس سالہ برطانوی خاتون جو بدلی خلوب کے اسلامی نام سے مشہور ہے۔ اس نے مسلم خواتین کے لئے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ دس سال پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ اسلام اور عیسائیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

"عیسائیت" ہر وقت بدلتی رہتی ہے' مثلاً اب بعض عیسائیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کرنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ یہ اس شخص کے ساتھ ہوں' جس سے شادی کرنے کا ارادہ ہو' یہ بڑا ڈھیلا ڈھالا مذہب ہے۔ اس کے برعکس جنسی تعلقات کے بارے میں اسلام کی تعلیمات ہمیشہ یکساں رہی ہیں۔ اسی طرح دن میں پانچ وقت کی نمازوں کے احکام میں تسلسل ہے۔ نماز کے ذریعہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس دل میں رکھتا ہے۔ اور اس طرح آپ کے پاس ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی ایک بنیاد موجود رہتی ہے۔

اسلام میں کشش کا سبب

اگرچہ عام تاثر یہ ہے کہ مغربی خواتین مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کو پسند کرتی ہیں۔ اور اپنی اس خواہش سے دستبردار ہونا ان کے لئے بہت مشکل ہے۔ لیکن برطانیہ کی جن نو مسلم خواتین سے "لندن ٹائمز" نے گفتگو کی۔ اس میں ان خواتین نے بتایا کہ ہمارے لئے اسلام میں کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لئے الگ الگ دائرہ کار تجویز کرتا ہے۔ جو دونوں کے جسمانی اور حیاتیاتی سانچوں کے عین مطابق ہے۔ ان کے نزدیک مغرب کی "تحریک نسائیت" (femininism) در حقیقت عورت کے ساتھ بغاوت تھی۔ "تحریک آزادی نسواں" پر تبصرہ کرتے ہوئے ان خواتین نے کہا کہ اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ:

"عورتیں مردوں کی نقالی کریں اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں نسوانیت کی اپنی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی"

نو مسلم نوریہ کا مغربی طرز عمل پر تبصرہ

اسکاٹ لینڈ کی ایک چھتیس سالہ خاتون کو ۱۹۷۲ء میں قرآن کریم کی بعض آیات (العیاذ باللہ) ایک ردی کی ٹوکری میں پڑی ہوئی ملیں۔ جنہیں اس نے اٹھایا۔ اور انہیں پڑھ کر اس کے دل میں اسلام کا داعیہ پیدا ہوا' وہ مسلمان ہوئی اور اس نے اپنا اسلامی نام "نوریہ" رکھا۔ ایک گفتگو کے دوران "نوریہ" نے مغربی خواتین کے طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: "اس ملک میں بیشتر خواتین اپنی صنف کے خلاف بغاوت کر رہی ہیں۔ اور یہ طرز عمل تقریباً ایسا ہے جیسے ہم سے ہماری نسوانیت چھین لی گئی ہے۔"

نومسلم "حسانہ" کا تبصرہ

نوریہ ہی کی ایک سہیلی' جس نے اپنا نام "حسانہ" رکھا ہے ۱۹۸۸ء میں مسلمان ہوئی' حجاب کے احکام کی پابند ہے اور کہتی ہے کہ:

"کم از کم میں اپنی صنف سے باغی نہیں ہوں"

پردہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اس نے کہا کہ "اس سے ہمیں تحفظ کا احساس ہوتا ہے' اور ہماری خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے" نوریہ نے کہا کہ ابھی تک مغرب میں یہ رسم جاری ہے کہ شادی کے موقع پر اور اس کے بعد بھی عورت کا نام تک مرد کے تابع ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمیں اسلام میں مردوں سے بالکل الگ حقوق عطا کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں اس نے جائیداد' وراثت' بچوں کی تحویل وغیرہ کے بارے میں اسلامی احکام کا تذکرہ کیا' اور کہا کہ حالات جس طرف جا رہے ہیں' مجھے اس ملک (برطانیہ) میں عورت کا کوئی مستقبل نظر نہیں آتا۔ انجام آخر عورت ہی کے حق میں برا ہوتا ہے۔

"کسی بھی "نئے مرد" کو کھرچ کر دیکھئے' اندر سے ایک پرانا مرد برآمد ہوتا نظر آئے گا' مرد ہمیشہ ایک جیسے ہی رہیں گے' عورتیں کہیں زیادہ تیز رفتاری سے بدل رہی ہیں۔ لیکن جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کررہی ہیں۔ "نسائیت" (feminism) کی تحریک جن مقاصد کے لئے جدوجہد کررہی ہے۔ ان میں سے اسقاط حمل اور ہم جنس پرستی کے سواسب چیزیں ہم پہلے ہی "اسلام" میں حاصل کرچکی ہیں۔"

"تحریک آزادی نسواں" کا نتیجہ

لندن ٹائمز لکھتا ہے کہ بہت سی نومسلم خواتین نے اسلام اور مغرب کا تقابل کرتے ہوئے یہ تبصرہ کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے' جو مغرب میں عورت کو حاصل نہیں' اور ان کے نزدیک مغرب کی "تحریک آزادی نسواں" کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کہ عورت دوہری بوجھ تلے دب گئی ہے' اخبار کے الفاظ یہ ہیں:

"بہت سے مسلمان اسلام میں عورت کی رتبے کا مقابلہ مغرب میں نظر آنے والی عورت کی افسوس ناک حالت زار سے کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ یہاں (مغرب میں) عورتیں اپنی معاشی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہمہ وقت معاشی پیشے اختیار کرتی ہیں اس کے باوجود خانہ داری اور بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داریوں کے بوجھ میں بدستور دبی ہوئی ہیں۔ یہ" تحریک آزادی نسواں" کا ناقابل فہم رخ ہے۔

"لندن ٹائمز" کا اداریہ

"لندن ٹائمز" نے اس طرح کے متعدد انٹرویو اپنی اس اشاعت میں شائع کئے ہیں۔ جن میں برطانوی نومسلم خواتین نے مغربی زندگی سے اکتاہٹ اور اس کے مقابلے میں اسلام کے اطمینان و سکون کا اعتراف کیا ہے' ان کے تمام اقتباسات پیش کرنا اس مضمون میں ممکن نہیں' لیکن اس مضمون کے ساتھ "لندن ٹائمز" نے ایک اداریہ بھی لکھا ہے' جس کا عنوان ہے "اسلام کا انتخاب" اس اداریئے کے چند اقتباسات' میں طوالت کے خوف کے باوجود اخبار کے اپنے الفاظ میں پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ "ٹائمز" لکھتا ہے:

"ٹائمز" نے عورت اور اسلام کے موضوع پر جو تحقیق کی ہے۔ جیسا کہ اس کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے۔ اس چودہ سو سال پرانے دین کا فکری طور پر واضح ہونا' اور اخلاقی طور پر حتمی ہونا بہت سی مغربی خواتین کے لئے پرکشش ثابت ہورہا ہے' یہ وہ خواتین کے لئے پرکشش ثابت ہورہا ہے' یہ وہ خواتین ہیں جو خود اپنے کلچر کی اخلاقی اضافیت کے فریب سے آزاد ہوچکی ہیں۔ (اخلاقی اضافیت سے اداریہ نگار کا مقصد یہ ہے کہ مغرب میں کوئی اخلاقی قدر ابدیت کی حامل نہیں۔ بلکہ زمان و مکان کے تقاضوں سے بدلتی رہتی ہے) ۔اگرچہ کچھ خواتین پاکستانی یا بنگلہ دیشی مردوں سے شادی کرنے کے بعد

"اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ عظمت اور تقدس حاصل ہے"

اسلام قبول کررہی ہیں۔ لیکن دوسری خواتین اس لئے اسلام کی طرف چھلانگ لگا کر جارہی ہیں کہ وہ ان کی طرف سے روحانی طور پر اصلاح ذات کا ایک آزادانہ عمل ہے۔

اگرچہ مسلمان ملکوں میں بہت سی عورتیں توہین آمیز عدم تقدس کا شکار ہیں۔ لیکن جہاں تک قرآن کے بیان کئے ہوئے اصولوں کا تعلق ہے۔ وہ عام طور پر خواتین کے مفاد کے لئے ہمدردانہ ہیں۔ اور یہ وعدہ کرتے ہیں کہ "عورتوں کے مردوں پر بھی اس جیسے حقوق ہیں۔ جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر"

.....اسلام میں مرد و عورت کی دو صنفوں کے لئے جو مختلف دائرہ کار تجویز کئے ہیں۔ وہ یقیناً" ان صنفی معیارات سے مطابقت نہیں رکھتے جو "نسائیت" کے انقلاب نے متعارف کرائے ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ مغرب کی بہت سی وہ خواتین جنہوں نے یہ غیر متوقع راستہ اختیار کیا ہے۔ انہوں نے اپنی آزاد مرضی سے ایسا کیا' کسی خاندانی دباؤ یا کسی تاریخی فریضے کی ادائیگی کے لئے نہیں۔ وہ

دراصل مثبت طور پر اس اخوت اور معاشرت کے شعور سے متاثر ہوئیں۔ جو انہوں نے اسلام میں دریافت کیا۔

روحانی تبدیلی کا یہ عبوری عمل ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد خود اپنے کلچر کے نظام اقدار کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ اس صورت حال سے مغرب کی اخلاقی روایت کی موجودہ حالت کے بارے میں اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں اور یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس صورت حال کو کس طرح مستحکم بنایا جائے؟ تاہم (قبول اسلام کی) یہ صورت حال (جو ابھی تک اعتدال کی حدود میں ہے) بظاہر مثبت ثابت ہوگی۔ برطانوی سوسائٹی میں نو مسلموں کی موجودگی سے ــــ جن میں سے بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ یہی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے کہ دونوں ثقافتوں کے درمیان باہمی مفاہمت کے عمل میں مدد ملے' جس پر گزشتہ ماہ "پرنس آف ویلز" (PRINCE OF WILLS) نے زور دیا ہے جو لوگ تفرقہ کی سرحد پار کرچکے ہوں۔ صرف وہی لوگ یہ بات ٹھیک ٹھیک سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری طرف حقیقت کیا ہے؟

تبلیغ اسلام کا بڑا میدان

یورپ اور امریکہ کے دو موثر جریدوں کی رپورٹ اور ان کے تاثرات آپ نے دیکھے۔ اگرچہ مسلمانوں کی طرف سے غیر مسلموں میں تبلیغ و دعوت کا کوئی منظم کام نہیں ہورہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی مجموعی دینی اور اخلاقی حالت اسلام کی طرف ان کی کشش کا ذریعہ بننے کے بجائے واقعہ یہ ہے کہ رکاوٹ بن رہی ہے۔ اور تیسری طرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی ذرائع ابلاغ کی مہم زوروں پر ہے' لیکن ان تمام مخالف عوامل کے باوجود مغرب میں اسلام کے پھیلنے کی رفتار خود اہل مغرب کو چونکا رہی ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مغربی ممالک میں مخلصانہ دینی کام کا کتنا بڑا میدان موجود ہے اور اگر مسلمان اپنے قول و فعل کے ذریعہ غیر مسلموں میں دعوت کا کام منظم طور پر انجام دیں تو نتائج کس قدر بہتر ہوسکتے ہیں؟

ختم نبوۃ

آخری قسط

قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانی کلمہ

اور یہ بھی ضروری ہوا کہ قادیانی کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کیا جائے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) کے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے' اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے' مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہوگیا۔ ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل' بے کار اور باطل رہا' اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر' بلکہ پکے کافر ٹھہرے۔ ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے"۔

(کلمۃ الفصل ص۱۵۸ ۔مولفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

الغرض قادیانی مذہب میں کلمہ کے الفاظ تو وہی رکھے گئے ہیں جو الفاظ مسلمانوں کے کلمہ کے ہیں مگر قادیانی عقیدے نے کلمہ کا مفہوم تبدیل کرلیا' مسلمانوں کے کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد محمد عربی ہیں' صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور قادیانی کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارای" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا' جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے' جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی فتدبروا"۔

(کلمۃ الفصل ص۱۵۸)

نبوت محمدیہ منسوخ

مندرجہ بالا حوالوں پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ قادیانی' مرزا غلام احمد کو صرف نبی اور رسول ہی نہیں سمجھتے' بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کا ظہور اکمل سمجھ کر اس کا کلمہ پڑھتے ہیں' اور چونکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ان کے نزدیک کافر ہیں اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہے۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو قادیانیوں کے نزدیک بہائیوں کی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا دور بھی ختم ہوچکا ہے اور اب وہ عملاً منسوخ ہوچکی ہے کیونکہ قادیانی عقیدے کے مطابق اب صرف مرزا غلام احمد نے"۔

(اربعین نمبر۴ ص۷ روحانی خزائن ص۴۳۵ حاشیہ ص۱۷)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت' تعلیم' وحی اور تجدید شدہ شریعت کی پیروی تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہری تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اب صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و تعلیم اور آپ کی وحی مدار نجات نہیں۔ گویا مرزا قادیانی کے آنے سے یہ سب کچھ بے کار' معطل اور منسوخ ہوگیا۔

مردہ اسلام

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بغیر دین اسلام مردہ ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

"غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتہ کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو' صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اخبار میں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟"

(ذکر حبیب' مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی ص۱۰۶ طبع اول قادیان)

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو(جیسا کہ دین اسلام۔ناقل) وہ مردہ ہے' یہودیوں اور عیسائیوں' ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان اب کوئی نبی نہیں ہوتا' اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں' آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے"۔

(ملفوظات مرزا جلد ۱۰ص ۱۲۷ مطبوعہ ربوہ)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بیرون ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کردیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے" اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندے کے بند کرنے کا اعلان کردیا"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر۱۶ شمارہ نمبر۳۲۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۳۵۸)

لعنتی' شیطان اور قابل نفرت

قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ' لعنتی' شیطانی اور قابل نفرت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"وہ دین دین ہی نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الہیہ (یعنی نبوت۔ ناقل) سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے..... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ ہوتا ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ ص۱۳۸و۱۳۹' روحانی خزائن ص۳۰۶' ج۲۱)

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا...... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہو گا(دریں چہ شک؟ ناقل) میں ایسے ہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳۔ روحانی خزائن ص ۳۵۴' ج۲۱)

یہ ہے قادیانی مذہب کی حقیقت کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانو تو ٹھیک' ورنہ مذہب اسلام کو مردہ' لعنتی' شیطانی اور قابل نفرت کی گالی دی جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت سے انکار کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو عقل وایمان سے محروم نہ فرمائیں۔ آمین

قادیانی گستاخیاں

۱۔ "سوال نمبر۵ ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کردیتے ہیں۔ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ گنے موتنے والا وجود تو نہ تھا"۔

(ملفوظات احمدیہ جلد نہم ص۴۵۹)

۲۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے"۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۳۔ "ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت' کسی کو کم' مگر مسیح موعود(مرزا غلام احمد قادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود(مرزا غلام احمد قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو گیا"۔

(کلمتہ الفضل۔ ۱۱۳)

۴۔ "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے" (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۵۔ "مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو' نہ زاہد نہ عابد' نہ حق کا پرستار' متکبر' خود بین' خدائی کا دعویٰ کرنے والا"۔

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۱ تا ۲۴)

۶۔ "ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کے لئے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کردی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں میں تو ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کرکے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا دوسرا افیونی"۔

(نسیم دعوت ص۶۹۔ روحانی خزائن ص ۴۳۴' ۴۳۵)

باقی صفحہ ۱۸ پر

اخبارِ ختم نبوت

مولانا محمد اورنگ زیب اعوان کا دورہ آزاد کشمیر

رپورٹ جمیل احمد مغل کوٹلی۔ گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ عزیز الرحمان جالندھری مدظلہ العالی کے حکم پر اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد اورنگ زیب اعوان نے ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کا آٹھ روزہ دورہ کیا۔ کوٹلی پہنچنے پر حاجی محمد عارف، ابرار مغل، حاجی اشفاق و دیگر جماعتی رفقاء نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ضلع کوٹلی کا ان کا آٹھ روزہ دورہ بڑا مصروف رہا اس دوران انہوں نے تتہ پانی گوئی اور دریاہ جناں جراہی میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا جبکہ کوٹلی شہر کی مختلف مساجد میں ان کے درس ہوئے انہوں نے اپنے بیانات اور دروس میں فرمایا کہ جہاد کشمیر کے موجودہ نازک ترین موقع پر کوٹلی جیسے حساس ترین سرحدی ضلع میں جہاد کے ازلی منکروں (قادیانیوں) کی موجودگی انتہائی خطرناک ہے قادیانیوں کا اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر مقام حیرت ہے کہ ان کو پاکستان اور آزاد کشمیر میں انتہائی اہم اور حساس عہدوں پر فائز کیا جارہا ہے۔ اور ان عہدوں پہ رہتے ہوئے قادیانی ملک و قوم کے خلاف اپنے مکروہ عزائم کو باآسانی عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول پر پوری امت مسلمہ متفق اور متحد چلی آرہی ہے مگر قادیانی مسلمانوں کو اس بنیادی نظریے سے ہٹانے اور گمراہ کرنے کے لئے انتہائی منظم طریقے سے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں یہ محض ان کا پروپیگنڈہ ہے اور اس کا دور سے بھی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں پوری امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت دجال کے خاتمہ کے لئے وہ آسمانوں سے نزول فرمائیں گے مولانا محمد اورنگ زیب اعوان نے مطالبہ کیا کہ آزاد کشمیر کی موجودہ منتخب عوامی اور نفاذ اسلام کی مدعی حکومت قانون ساز اسمبلی میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۸۴ء کی طرز کا بل پیش کرکے اسے آزاد کشمیر کے عبوری آئین کا حصہ بنائے اور پھر اس پہ سختی سے عمل در آمد بھی کروائے انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ آزاد کشمیر کے محکمہ تعلیم سے مکمل طور پر اور دیگر شعبہ جات کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے اور آزاد کشمیر کے سرحدی علاقوں میں موجود قادیانیوں کی سرگرمیوں پہ کڑی نگاہ رکھی جائے۔

مولانا محمد اورنگ زیب اعوان نے ضلع کوٹلی کی انتظامیہ اور عدلیہ کے آفیسروں سے بھی ملاقاتیں کیں اور انہیں آزاد کشمیر و پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹلی میں ان کے قادیانیوں سے مباحثے ہوئے مولانا کی مناظرانہ گرفت سے قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی اور ہمیشہ کی طرح اس موقع پر بھی قادیانیوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا محمد اورنگ زیب اعوان نے کوٹلی شہر کے علماء کرام مولانا محمد اسلم نقشبندی، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد طاہر فیاض، مولانا محمود الحق، مولانا محمد آزاد، مولانا محبوب احمد رضوی، مولانا شاہ ولی اور مولانا محمد طفیل سے انفرادی ملاقاتیں بھی کیں اور ان سے استدعا کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کوٹلی کی سرپرستی فرمائیں تمام علماء کرام نے مولانا محمد اورنگ زیب اعوان کو یقین دہانی کرائی کہ اب انشاء اللہ کوٹلی کی سرزمین قادیانیوں کے لئے قبرستان ثابت ہوگی جبکہ ہماری تمام ہمدردیاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہیں۔

اگر تحفظ ناموس رسالت کا قانون ختم کیا گیا تو ۱۹۷۷ء جیسی تحریک چلائی جائے گی

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حاجی طارق سعید خان نے لاہور پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کو مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسلامی حمیت اور قومی غیرت کو داؤ پر لگانے کے مترادف قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم کی گئی تو حکومت کو ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ جیسی عظیم تحریک کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بایں ہمہ حکومت اپنی ہٹ دھرمی کی پالیسی سے باز نہ آئی تو اسلامیان پاکستان غازی علم الدین شہیدؒ کا کردار ادا کریں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے تمام مکاتب فکر پر مشتمل تحریک تحفظ ناموس رسالت کی طرف سے ۲۷ مئی کو ملک بھر میں ہڑتال کی اپیل کی پر زور تائید کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مجلس ہراول دستے کا کردار ادا کرے گی۔

نیز مجلس کے راہنماؤں نے آٹھویں ترمیم کی آڑ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جیسے کئی ایک

ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کی تائید حاصل ہے سمیت اسلامی دفعات کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ اور حکومت کو ۱۹۷۴ء جیسی تحریک ختم نبوت کی طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا جائے گا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے جناب نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی برطرفی کو گورنمنٹ پنجاب کی بدترین مرزائیت نوازی قرار دیتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ پنجاب نے قادیانیوں سمیت لادین لابیوں کو خوش کرنے کے لئے موصوف کو اس اہم عہدہ سے برطرف کیا ہے کیونکہ جناب نذیر احمد غازی نے ہائی کورٹ کے کئی ایک کیسوں میں بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے قادیانی وکلاء کو عدالت کے کٹہرے میں اپنے منطقی دلائل و براہین سے چاروں شانے چت کیا جس سے مرزائیت کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہوگیا۔ جس کا انجام جناب غازی ایڈووکیٹ کی برطرفی پر منتج ہوا۔ مجلس کے راہنماؤں نے اسے سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہائی کورٹ میں کئی ایک کیس قادیانیت کے خلاف زیر سماعت ہیں حکومت نے اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے انہیں برطرف کیا تاکہ ان کیسوں میں دین دار سرکاری وکیل کو پذیرائی نہ مل سکے۔

ختم نبوت و تحفظ ناموس رسالت سیمینار ساہیوال

نمائندہ خصوصی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے زیر اہتمام بلدیہ ہال میں تحفظ ناموس رسالت سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مجدد القرآن حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی کے فرزند ارجمند قاری محمد عبداللہ نے کی۔

سیمینار سے قبل ۲۰ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۹۵ء کے جمعۃ المبارک کے خطبات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے مختلف مساجد میں دیئے چنانچہ مولانا اللہ وسایا نے جامع مسجد عید گاہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد مینار والی سرکی بازار میں مولانا عبدالعزیز آف جتوئی نے جامع مسجد حوراں والا چوک مولانا عبدالخالق رحمانی نے چک نمبر ۸۵ کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

سیمینار کی کامیابی کیلئے مولانا عبدالخالق رحمانی مولانا عبدالعزیز آف جتوئی محمد اسلم بھٹی شکور رانا نے شب و روز محنت کی۔

سیمینار کا آغاز قاری محمد انوار الحق کی تلاوت کلام پاک سے ہوا بعد ازاں ساہیوال کے معروف اور مجاہد خطیب مولانا سید محمد انعام اللہ بخاری خطیب جامع مسجد ماڈل ٹاؤن نے اپنی گرجدار آواز میں اسلام اور پاکستان کے خلاف حکومتی سرگرمیوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہم اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کردیں گے۔ قاضی خالد محمود ایڈووکیٹ عارف والا نے کہا کہ اگر قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم کی جاتی ہے تو اسلامیان پاکستان اپنی جانوں پر کھیل کر ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے مناظر ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے مہدی، مسیح اور دجال تصور سنت نبوی سے پیش کرتے ہوئے کہا کہ مہدی اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں جن کا نام، ولدیت، قومیت، نزول و دور، مدت عمر، فرائض سب کچھ احادیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ مرزا غلام قادیانی میں نہ تو مسیح کی علامات پائی جاتی ہیں اور نہ مہدی کی علامات لہٰذا مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت اور مہدویت میں جھوٹا تھا انہوں نے قادیانیوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ دنیا کے آخری کناروں تک تمہارا تعاقب جاری رکھیں گے اور مرزائیت کا وجود مٹا کر دم لیں گے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی راہنما جناب خالد لطیف چیمہ نے کہا کہ ہم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرزائیت کا علمی قانونی احتساب جاری رکھیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ اگر بے نظیر گورنمنٹ نے تحفظ ناموس رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس ختم کرنے کی کوشش کی تو ہم ۱۹۷۷ء جیسی تحریک چلا کر حکومت کا بستر بوریا گول کردیں گے۔

انہوں نے کہا کہ حکومت مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اسلامیان پاکستان کے جذبات سے نہ کھیلے کیونکہ مسلمان گنہگار ہوسکتا ہے لیکن ناموس رسالت کا غدار نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی غداری برداشت کرسکتا ہے۔

جمیعت علماء اسلام ساہیوال کے راہنما محمد اشرف سنی ایڈووکیٹ نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے مسئلہ میں دو رائے نہیں ہوسکتیں رسول کو سرکاری سرٹیفکیٹ مہیا کرتا ہے جمیعت علماء اسلام کے کارکن ہر ایسی کوششوں کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔

جمیعت علماء پاکستان نیازی گروپ کے راہنما قاری عبدالحمید قادری لاہور نے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اس مقدس سیمینار میں شرکت کی سعادت بخشی

سیمینار کے آخری مقرر ملک کے مشہور و معروف خطیب مولانا قاری عبدالحئی عابد لاہور تھے۔ جنہوں نے اپنی مسحور کن آواز سے خطبہ تلاوت اور افتتاحی اشعار سے خواب داد حاصل کی۔ اور پروگرام میں شرکت کو اپنی خوش نصیبی کہا وہ کہہ رہے تھے کہ امیر شریعت کے رضاکار ملک میں گستاخ رسول کے ساتھ غازی علم الدین شہید والا کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے الفاظ میں کہا کہ اگر قانون ناموس رسالت کا تحفظ نہیں کرتا تو گستاخی رسول سے متعلق سننے والے کان نہ رہیں یا بولنے والی زبان نہ رہے۔ جلسہ آپ کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

دو عظیم سانحے

حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی کا سانحہ ارتحال

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۰ مئی ۱۹۹۵ء بروز بدھ عید الاضحیٰ کی شام طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی پانی پت میں پیدا ہوئے قرآن مجید اور درس نظامی کی ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد ملتان تشریف لے آئے اور مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان میں دورہ حدیث تک تعلیم مکمل کرلی شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی صرف ان کی زیارت و قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے کے لئے دیو بند تشریف لے گئے اور وہاں دورہ حدیث میں دوبارہ داخلہ لیا۔ تقریباً دو سال زیر تعلیم رہے۔ اکابرین دیو بند سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ حصول تعلیم کے بعد ملتان میں مستقل سکونت اختیار کرلی رام کلی میں فقید المثال مسجد تعمیر کروائی اور حضرت مدنیؒ کے نام سے منسوب کی۔ مسجد سے ملحق دینی مدرسہ قائم کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خطابت کا ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ عالم اسلام کے مشہور و معروف خطباء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ تمام بڑے دینی مدارس کے سالانہ جلسوں میں حضرت قاری صاحب کو خصوصی دعوت دی جاتی تھی۔ جمعہ کی نماز مستقل اپنی مسجد میں پڑھایا کرتے تھے۔ پورے شہر ملتان سے اور قرب و جوار کے دیہاتوں سے لوگ صرف جمعہ کا خطبہ سننے کے لئے رام کلی کی مدنی مسجد میں جاتے تھے۔

تین چار سال سے رمضان المبارک کے بیس روز لندن میں گزارتے اور آخری دس دن حرمین شریفین میں اعتکاف کرتے اور عید کے بعد وطن واپس تشریف لاتے رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ کو حسب معمول لندن تشریف لے گئے ۱۶ دن میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا اور عمرہ و اعتکاف کے لئے حجاز مقدس تشریف لے آئے دوران اعتکاف طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی جلدی وطن واپس تشریف لے آئے ملتان کے مشہور و معروف حکیم جناب حکیم محمد حنیف اللہ خان صاحب اور بہاول پور کے ڈاکٹر ذاتی معالج سے علاج کرواتے رہے لیکن طبیعت سنبھل نہ سکی کمزوری بہت زیادہ ہوگئی آخری دنوں میں زبان پر بھی اثر ہوگیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت ساری عمر بولنے کا ملکہ عنایت فرمایا آخری عمر میں زبان کی طاقت چھین لی۔ تقریباً ایک سال تک علیل رہنے کے بعد ۱۰ ذی الحجہ شام کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نائب امیر حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ ' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد اکرم طوفانی مولانا مفتی منیر احمد اخون' مولانا عبدالشکور' ڈاکٹر شبیر الدین علوی' جمعہ گل خان' رانا محمد انور اور مجلس کے تمام کارکنان اور خدام نے حضرت قاری صاحب کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی پسماندگان بالخصوص حضرت قاری صاحب کے بڑے صاحبزادہ محمد طیب سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالواحد کا سانحہ ارتحال

خطیب جامع مسجد بلاک نمبر ۲ چیچہ وطنی حضرت مولانا عبدالواحد ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ بروز جمعہ اچانک انتقال فرماگئے۔ مرحوم حضرت مولانا غلام محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے تھے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ابتدائی کتب اپنے والد گرامی حضرت سے ہی پڑھیں۔

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے بانی و شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم کی نگرانی و سرپرستی میں دارالعلوم کبیر والا میں داخلہ لیا اور یہیں تکمیل تعلیم ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ کی اپنی اولاد نہیں ہے اس لئے انہوں نے حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ کے تعلق کی وجہ سے حافظ صاحب کی تعلیم و تربیت اپنی اولاد کی طرح فرمائی۔ اور دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ کی صاحبزادی سے نکاح کروا دیا چند عرصہ اسکول میں عربی مدرس رہے پھر سعودی عرب چلے گئے اور مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ فراغت کے بعد وطن واپس تشریف لے آئے دارالعلوم کبیر والا میں تدریس میں مشغول ہوگئے تین چار سال بعد مدینہ یونیورسٹی نے مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں مبلغ مقرر کردیا جہاں تقریباً ۵ سال تک مرکزی دفتر میں کام کرتے رہے۔

مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں مدرس و خطیب رہے۔ دو سال قبل اپنے بھائی مولانا حافظ عبدالاحد کے انتقال کی وجہ سے چیچہ وطنی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پابندی سے پڑھاتے اور تدریس ملتان میں قاسم العلوم میں کرتے رہے گزشتہ سال ملتان سے ان کا تبادلہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کردیا گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا جدید و قدیم عربی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی کے ساتھ والہانہ تعلق تھا۔ تمام رفقاء ان کی آپس میں دوستی پر رشک کرتے عید کی چھٹیاں گزارنے کے لئے چیچہ وطنی آئے ہوئے تھے جمعہ کے دن اچانک فرشتہ اجل پیغام قضاء لے کر پہنچ گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم نائب امیر حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ ' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا مفتی منیر احمد اخون' مولانا عبدالشکور' ڈاکٹر شبیر الدین علوی' جمعہ گل خان' رانا محمد انور اور دفتر کے تمام رفقاء اور خدام نے حضرت مولانا حافظ عبدالواحد کے اچانک انتقال پر انتہائی غم و افسوس کا اظہار کیا حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے چیچہ وطنی جاکر تعزیت کی اور پسماندگان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت معاف فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم واردات پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن تباہ کن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آئیے دیکھئے اِن پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریک جدید سنہ ۱۹۶۳-۶۴ صفحہ ۳۵) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، ج ۵ ش ۲۳ صفحہ ۱۵)

(۲) اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی سنہ ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کار دو" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ اِن تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)